شمس البیان

فی

مصطلحات الہندوستان

مؤلفہ مرزا جان طپش دہلوی

تصحیح و ترتیب

از

عابد رضا بیدار

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

شمس البیان

فی

مصطلحات الہندوستان

مصنّفہٗ

مرزا جان طپش دہلوی

مرتّبہٗ

عابد رضا بیدار

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

Marfat.com

132665

- اشاعت ثانی : ترمیم و اضافہ کے بعد : ۱۹۷۹ء
- اشاعت اوّل مشمولۂ خدابخش لائبریری جرنل ۲: ۱۹۷۷ء

- اساسی نسخے : مطبوعہ، مرشد آباد ۱۲۶۵ھ
  مخطوطہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ، ۱۲۴۴ بنگلہ
- ناشر : خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ
- طابع : پٹنہ لیتھو پریس، رمنا لین - پٹنہ ۴

- کاتب : عبدالخالق سوز داناپوری

Marfat.com

پیشگفتار

مرزا محمد اسماعیل عرف مرزا جان طپش[1] دہلی میں پیدا ہوئے۔ باپ مرزا یوسف بیگ بخاری سپاہی پیشہ تھے۔ طپش نے دہلی میں پرورش پائی۔ فن بلاغت مرزا محمد یار بیگ سائل سے اور فنِ شعر خواجہ میر درد اور شاہ ہدایت سے حاصل کیا۔ خوش نویسی بھی بطور فن سیکھی۔ خاندانی سپاہی تھے اس لئے فنون سپہگری سے بھی واقف تھے۔

بیاض طپش میں کچھ ہندی کلام بھی ملتا ہے، جس میں شاعر اپنا تخلص سدا خیر استعمال کرتا ہے۔ اگر یہ کلام طپش کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا ہے تو بھی اس سے ان کی ہندی سے دلچسپی اور واقفیت ضرور ظاہر ہوتی ہے۔

علوم رسمیہ کی تکمیل کے بعد شاہ عالم ثانی کے ولی عہد مرزا جوان بخت جہاں دار شاہ کی ملازمت اختیار کرلی، جن کی سپاہ میں وہ افسری کا عہدہ رکھتے تھے۔ شاہزادے نے جب لکھنؤ کا سفر اختیار کیا تو یہ اس کے ساتھ تھے اور اس کے بعد پھر بنارس بھی ساتھ گئے۔ بنارس میں یہ شاہزادے کے انتقال ۱۲۰۱ھ تک مقیم رہے۔ علی ابراہیم خاں سے بھی یہیں بنارس میں ملاقات ہوئی۔ شعر گو اور شعر فہم شاہزادے کے انتقال کے بعد یہ بنارس سے روزی کی تلاش میں نکلے اور مرشد آباد/ڈھاکہ پہنچ کر نواب امیر الملک شمس الدولہ مرزا احمد علی خان بہادر ذوالفقار جنگ کے متوسّلین میں شامل ہوگئے۔ یہاں کے قیام میں ۱۲۰۷ھ میں انہوں نے اپنی اوّلین تصنیف "شمس البیان فی مصطلحات الہندوستان" لکھی۔

۱۔ ماخذ: ۔ شعرائے اُردو کے مشہور تذکروں' تذکرۂ ہندی (مصحفی)، مجموعہ نغز (قاسم)، عمدۂ منتخبہ (سرور)، گلشن بے خار (شیفتہ)، طبقات الشعرائے ہند (فیلن کریم الدین) سخن شعراء، قطعۂ منتخب (نساخ)، عیار الشعرا (ذکا)، تذکرۂ عشقی، دیوان جہان (بینی نرائن جہاں) ۔ اور بعد کی کتابوں سیر المصنفین (تنہا)، ارباب نثر اُردو (سید محمد) داستان تاریخ اُردو (قادری) میں طپش' کا تذکرہ ملتا ہے۔ علاوہ ازیں اشپرنگر کے "اودھ کٹیلاگ" اور گارساں دی تاسی کی "ہندی اور ہندوستانی ادبیات کی تاریخ" اور بلوم ہارٹ کے برٹش میوزیم کٹیلاگ میں بھی تذکرہ ہے۔ اِس طرف، بنگال میں اُردو (اقبال عظیم)، مقدمۂ بہار دانش (خلیل الرحمٰن داؤدی) اور بیاض طپش کا تعارف (نجم الاسلام) قابلِ ذکر ہیں۔

شمس الدولہ اور طپش سے ان کے تعلق و توسل کے بارے میں حکیم حبیب الرحمٰن (ڈھاکہ) کے اسی لغت کے سلسلہ میں لکھے گئے ایک مضمون مطبوعہ 'ادیب' الہ آباد، ۱۹۱۰ء کے مندرجہ ذیل اقتباس سے کچھ روشنی پڑتی ہے۔ لکھتے ہیں :

" اس وقت دہلی کے اہل کمال ایک ایک کرکے لکھنؤ اور مرشد آباد چلے آرہے تھے۔ طپش بھی لکھنؤ پہنچے اور مرزا جوان بخت جہاندار خلف شاہ عالم کے ہمراہ بنارس ... اور بنارس سے ... مرشد آباد پہنچے۔ مرشد آباد کے صوبہ دار اندنوں نواب مبارک الدولہ تھے اور ان کے عزیز نواب شمس الدولہ بھی وہیں مقیم تھے۔ نواب شمس الدولہ کا پورا نام مع لقب امیر الممالک شمس الدولہ سید احمد علی خاں بہادر ذوالفقار جنگ تھا اور یہ نواب جسارت خان والیٔ ڈھاکہ کے نبیرہ تھے۔ شمس الدولہ اپنے بھائی نواب نصرت جنگ کے بعد خود بھی نائب ناظم بنگالہ مقرر ہوئے تھے۔ ڈھاکہ میں آخیر عمر تک رہے۔ طپش تقریباً ۱۸۰۳ء میں ڈھاکہ چلے آئے اور نواب نصرت جنگ ناظم ڈھاکہ کی رفاقت میں رہے۔ ۱۲۱۲ھ میں جب شاہزادہ علی بخت، مرزا محمد ظہیر الحسن اظفری تخلص، لال قلعہ سے مرشد آباد پہنچے ہیں اس وقت مرزا طپش کو نواب نصرت جنگ مرحوم نے بطور سفارت شاہزادہ کے پاس بھیجا تھا۔ شاہزادہ موصوف نے اپنے سیاحت نامہ میں طپش کی بڑی تعریف کی ہے اور اس کے ذکر میں تقریباً ایک صفحہ رنگ دیا ہے۔ "

بغاوت اور اسیری : ۱۲۱۲ھ میں، آصف الدولہ کے انتقال کے بعد، وزیر علی خاں اور انگریزوں کی ان بن میں طپش کے مربیّ شمس الدولہ نے وزیر علی کا ساتھ دیا تھا۔ چنانچہ وزیر علی کے ساتھ انہیں بھی وزیر علی کی شکست کے بعد فورٹ ولیم میں انگریزوں کی قید میں رہنا پڑا۔ شمس الدولہ کے قریبی رفیقوں میں طپش بھی ان کے ساتھ ہی قید ہوئے جہاں سے ۱۲۲۱ھ میں رہائی پائی۔ رہائی کے بعد شمس الدولہ کی رفاقت اختیار کرنے کے بجائے وہ کلکتہ میں مقیم ہوگئے۔

فورٹ ولیم کالج کے قیام کے وقت طپش قید میں تھے اور قید کا تعلق 'بغاوت' سے تھا۔ اس لئے گلکرسٹ کے عہد میں فورٹ ولیم کالج سے طپش کی وابستگی بعید از قیاس ہے۔ بہار دانش عہد گلکرسٹ کی تصنیف ضرور ہے (۱۲۱۷ھ) لیکن یہ کام بطور خود اور کالج سے باہر کا کیا ہوا ہے۔

آغاز داستان سے قبل انگریز حکام کی تعریف میں جو اشعار ہیں، جو بعد کا اضافہ ہو سکتے ہیں اور یہ اضافہ طپش نے ۱۲۲۱ھ میں قید سے رہائی کے بعد کیا ہوگا۔ فورٹ ولیم کالج اور کپتان ٹیلر کی مدح میں ایک ایک منظوم پیراگراف صرف اتنا ظاہر کرتا ہے کہ طپش کسی طور سے ۱۲۲۱ھ کے بعد یا تو کالج سے وابستہ ہو گئے، یا ہونے کے امیدوار تھے یا کم سے کم بہار دانش کو کالج سے چھپا دیکھنا چاہتے ہوں، جو خواہش پوری نہیں ہوئی۔ کالج نے ان کا دیوان شائع کیا،[1] یہ بیان بھی ابھی تک ثبوت کا محتاج رہا ہے۔

کلکتہ، پٹنہ، بنارس :- بیاض کی یادداشتوں کے بموجب کلکتہ میں وہ ۱۲۲۵ھ تک موجود تھے۔ ۲۷ شوال ۱۲۲۷ھ اور اس کے آس پاس عظیم آباد میں تھے اور ۲ ربیع الثانی ۱۲۲۸ھ کو اور اس کے آس پاس بنارس میں۔

وفات :- تذکرہ بینی نرائن جہاں کی تالیف، ۱۲۲۷ھ تا ۱۲۲۹ھ، کے وقت وہ زندہ تھے، جیسا کہ اوپر کی یادداشتوں سے بھی ظاہر ہے۔ مزید برآں بیاض طپش میں آخری یادداشت جو طپش نے بقید تاریخ تحریر کی ہے ۸ شعبان ۱۲۲۹ھ ہے:" بتاریخ ہشتم شعبان ۱۲۲۹ھ روز سہ شنبہ یک پہر وسہ گھڑی از بطن پیاری بیگم پسر تولد شد"

ریاض الوفاق[2] کے نام سے ذوالفقار علی مست کا ایک تذکرہ شعرائے کلکتہ و بنارس اشپرنگر کو اودھ ذخیرہ میں ملا تھا۔ جس کے مطالعہ کے بعد اشپرنگر اس نتیجہ پر پہنچا کہ ۱۲۲۹ھ سے قبل طپش وفات پا چکے تھے۔ اس نتیجہ کی بنیاد مذکورہ تذکرہ کا قطعۂ تاریخ تالیف ہے جس سے ۱۲۲۹ھ نکلتی ہے۔ اس امکان کو پیش نظر رکھ کر کہ تذکرہ قطعۂ تاریخی کے بعد بھی تکمیل پاتا رہا ہوگا اور شعبان ۱۲۲۹ھ کی بیاض طپش میں موجود ایک یادداشت کی شہادت بھی ہے، یہ کہا جا سکتا ہے کہ شعبان ۱۲۲۹ھ کے کچھ عرصہ بعد کلکتہ میں ان کا انتقال ہوا۔

سلسلۂ اخلاف :- طپش کے ایک بیٹے مرزا شرر کا ذکر تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔ ڈھاکہ میں ان کے داماد کے ذریعہ قائم شدہ سلسلۂ شاعری پر "مشرقی بنگال میں اردو" (مصنفہ اقبال عظیم) نامی کتاب سے روشنی پڑتی ہے:

۱۔ صرف یہ بات صحیح ہے کہ ستمبر ۱۸۱۲ء میں فورٹ ولیم کالج کی گیارہویں سالانہ تقریب میں کلیات طپش کو انعام سے نوازا گیا۔ روبک کی توقیت ص ۳۳۹ میں اس کا ذکر ہے (بلوم ہارٹ/مخطوط نمبر ۳۷)۔

۲۔ یہ تذکرہ ڈاکٹر ضیا پور نے ۱۹۶۳ء میں تبریز سے شائع کیا اور پروفیسر سید حسن و پروفیسر عطا کاکوی نے ۱۹۶۷ء میں پٹنہ سے۔

"مشرقی بنگال (اب بنگلہ دیش) کو اس بات پر فخر ہے کہ مرزا جان طپش جیسا معروف صاحب کمال اس کے دارالحکومت ڈھاکہ میں ایک مدت تک مقیم رہ چکا ہے اور ان کے سلسلہ سے کچھ ہی دنوں پہلے تک خواجہ میر درد کا خانوادہ شاعری اس شہر میں زندہ تھا! چنانچہ مرزا غلام حسین آتش ولد مرزا کریم اللہ بیگ وکیل عدالت دیوانی جو یہیں ڈھاکہ کے باشندے تھے، طپش دہلوی کے داماد اور شاگرد تھے اور آتش کے سلسلے میں مولوی فرجام علی بیخود باشندۂ بنیاچوک ضلع سلہٹ، شیخ احمد جان عطش ساکن ڈھاکہ، مولوی رحمن علی طپش، مصنف "تواریخ ڈھاکہ" اور مرزا لطیف گستاخ باشندۂ ڈھاکہ سب کے سب بالواسطہ اسی خانوادہ سے متعلق ہیں"

تالیفات:- قصۂ یوسف زلیخا[۱]، بہار دانش[۲]، کلیات طپش[۳]، بیاض طپش[۴] اور شمس البیان فی مصطلحات الہندوستان۔

۱- تنہا عشقی عظیم آبادی کی اطلاع ہے کہ بزمانۂ قید ریختہ میں "یوسف و زلیخا" لکھی۔ اس کی موجودگی کی اطلاع کہیں سے نہ ملی۔

۲- ۱۲۵۵ھ اور اس کے بعد کی دو اشاعتیں، ۱۲۸۹ھ اور ۱۳۱۲ھ کی خلیل الرحمن داؤدی صاحب کو دستیاب ہوئیں، جن کے ایک سیر حاصل مقدمہ اور تصحیح و ترتیب کے ساتھ بہار دانش کا ایک معتبر ایڈیشن مجلس ترقی ادب لاہور نے ۱۹۶۳ء میں شائع کیا۔

۳- دو نسخے خدا بخش لائبریری میں محفوظ ہیں، ایک میں صرف دیوان ہے اور دوسرا کلیات۔ کلیات کا ایک نسخہ "بنگال میں اردو" کے مصنف کی اطلاع کے مطابق حکیم حبیب الرحمن صاحب مرحوم سے ڈاکٹر عندلیب شادانی مرحوم کو پہنچا اور ان سے پروفیسر طاہر فاروقی کو۔ یہ کتاب "بنگال میں اردو" مؤلفہ اقبال عظیم ۱۹۵۴ء میں شائع ہوئی۔ خلیل الرحمن داؤدی صاحب نے بہار دانش ۱۹۶۳ء میں ترتیب دی۔ لیکن اس نسخہ کی پاکستان میں موجودگی کی انہیں اس وقت بھی اطلاع نہ تھی۔ ممکن ہے اس وقت تک ضائع ہو چکا ہو!

۴- بیاض کا ذکر تصانیف میں بہت زیادہ موزوں تو نہیں ہے، لیکن ان کی نوشتہ چیز ہے، اس لئے اسی ذیل میں تذکرہ ہوا۔ غزالی کالج حیدر آباد سندھ میں مخطوطات و نوادر کی ایک نمائش مورخہ مئی ۱۹۶۷ء میں بیاض منجم الاسلام صاحب کو دیکھنے کو ملی جس کا تفصیلی تعارف انہوں نے "نقوش" ستمبر ۱۹۶۷ء کے شمارہ میں کرایا ہے۔

Marfat.com

O

بزمانۂ قیام ڈھاکہ اپنے مربّی نواب امیر الملک شمس الدّولہ مرزا احمد علی خاں ذوالفقار جنگ کے نام پر لغات و محاورۂ اُردو کے سلسلہ میں سند اشعار کے ساتھ ایک مختصر کتاب لکھی تھی جس کا نام "شمس البیان فی مصطلحات الہندوستان" قرار دیا تھا۔ یہ کتاب چھوٹے سائز کے ۹۶ صفحات پر مشتمل (اور چار صفحے تصحیح اغلاط) پتھّر کے چھاپے پر مرشد آباد سے ۱۲۶۵ھ میں شائع ہوئی تھی۔ ٹائٹل پیج یا عنوان کے صفحہ کی پوری عبارت یہ ہے :

"شمس البیان ؛ در علم لغت ؛ مشتملبر ؛ لغات و محاورۂ اُردو ؛ و باسند اشعار فصحا و بلغای ہندوستان : از مصنفات مرزا جان طپش مرحوم ؛ در مطبع آفتاب عالمتاب واقع در بلدۂ مرشد آباد محلہ قطب پور طبع شد ؛ ۱۲۶۵ ہجری۔ این کتاب حسب قانون بستم ۱۸۴۷ء داخل بہی رجسٹری گورنمنٹ شد"

اب اس کتاب کے مطبوعہ نسخے بھی نایاب ہیں۔ ڈھاکہ کے حکیم حبیب الرحمٰن مرحوم کو اس کا ایک نسخہ ملا تھا۔ ایک نسخہ ڈاکٹر عندلیب شادانی کے پاس بھی تھا۔ جنہوں نے قاضی عبدالودود صاحب کی فرمائش پر ایک قلمی نسخہ کی مدد سے اس کا ایک ایڈیشن بھی تیار کیا تھا پھر خدا جانے اس کا کیا ہوا۔ رضا لائبریری رامپور میں بھی ایک نسخہ محفوظ ہے۔ ایک مخطوطہ بھی رضا میں محفوظ ہے۔ لیکن یہ مطبوعہ نسخہ کے بعد کا ہے۔ ایک مخطوطہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں محفوظ ہے۔ ایشیاٹک سوسائٹی کے قلمی نسخہ اور رامپور کے مطبوعہ نسخہ کی منقول خدابخش کے لئے حاصل کی گئی ہیں اور ان کی بنیاد پر ایک نسبتہً بہتر نسخہ پیش کیا جا رہا ہے۔

امید ہے اس کی اشاعت نو سے اردو لغت کی تدوین کے لئے مددگار مواد میں ایک قابل لحاظ اضافہ ہوگا۔

عابد رضا بیدار

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد تحمید حضرت سخن آفرین که زبان انسان را بانواع مقال قدرت گویایی بخشیده، و پس از تمهید نعت ختم النبیین صلعم که نکته سنجان دقیقه رس را بفیضان نطق و بلاغت مشرف گردانیده، ذرهٔ بیمقدار، هیچ مدان متخلص به طپش مرزا جان معروض رای محاوره دانان فصیح زبان و لطیفه شناسان صحیح بیان می گرداند، که:

چون در خاطر عاطر امیر بلا نظیر مظهر محاسن تدبیر سعد اکبر سپهر حشمت و اجلال نیر اعظم برج دولت و اقبال زیب مسند شوکت و کامگاری، نگین خاتم هیبت و نامداری، نیروی اردوی کشور کشایان مصلحت آموز فرمان روایان مورد الطاف رحمانی، موید بجنود آسمانی مرجع و مآب جمهور، بعلو نفس و پاکی طینت مشهور، بحسن خلق یکتای روزگار بل روزگار را سرمایهٔ افتخار مرکز دایرهٔ مروت ناصب اعلام فتوت، قدوهٔ رؤسای عالی مقام مرتبه سنج شعرای ذوی الاحترام عندلیب گلستان معانی گل سرسبد چمنستان سخندانی، نقاد هر اهل زبان معیار هر صاحب بیان مهر پیرا رفیع گستر شگفته رو لطیفه گو افصح الفصحا امیر الشعرا نواب سپهر جناب امیر الملک شمس الدوله سید احمد علی خان بهادر ذوالفقار جنگ دام اقباله و عم افضاله، خطور نمود که:

نسخهٔ مشتمل بر توضیح اصطلاحات دیار دهلی و روزمرهٔ فصحای اردوی معلی آنچه در بعض اشعار منظوم میگردد و فهم دور دستان هر آنانکه در امصار بعید واقع اند بادراک کنهش نمی رسد بزیور تالیف آراستگی یابد تا مطالعهٔ آن انواع کنایت را صراحت بخشد و بر طالبان این فن کار آسان گردد. امتثالاً لامره تحصیل این سعادت واجب دیدم و بتقدیم ارشاد مصروف گردیدم.

اما چون این نسخه ایست شامل مصطلحات ریخته با صناعت لطایف معنوی آمیخته، لهذا برعایت خطاب کار فرما موسوم شمس البیان فی مصطلحات الهندوستان گردید، و در سنه یکهزار و دوصد و هفت ۱۲۰۷ھ از هجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم در شهر محرم الحرام بتاریخ بیست و دویم در بلدهٔ مرشد آباد باتمام رسید.

مامول از سخن سنجان نکته رس و روشن ضمیران پاک نفس آنست که هرجا سهوی
وخطای دریابند بچشم عنایت بپوشند بل در اصلاح بکوشند:

ای که در آیین معنی پروری — نیست از انصاف طبعت را گزیر
از من مسکین درین مشکین سواد — گر خطای رفته است آهو مگیر

برضمایر ارباب بصایر پوشیده نماند که اصطلاحات مرقوم این نسخه متنوع است بر دو
نوع، نوعی را بمحاورۀ عوام اختصاص و نوعی از روزمره خواص علی ای حال هرچه در محاورۀ
آن دیار مستعمل است برای دور دستان مستند و آنچه در روزمرۀ آن بلاد مروج است عزیزان
بعید را اسناد، چه شعر هندی عبارت از زبان موزون دهلی است، پس هرچه مطابق آن
باشد صحیح، و آنچه درای آنست غلط و قبیح - بالجمله حرفی چند مرقوم نمود - باستعانت
الملک الودود -

(الف)

آش ۔ بالف ممدودہ وسکون شین معجمہ ۔ طعامیست رقیق مثل شلہ و مثل آن از مخترعات اہل ولایت وہم عموماً در محل طعام چنانکہ گویند آب و آش تیار است ۔

آش پکانی ۔ بتامہ کنایہ از آنست کہ برای آزار کسی مقدمہ سازند ۔ افصح الفصحا مرزا رفیع سودا در ہجو امیر بخیل زبانی خانساماں گوید شعر:

مجکو باورچی یوں دم اُڑتے ہیں		رہ تری آش کیا پکاتے ہیں

و بدین معنی در فارسیان ہم مستعمل ۔ مولانا ظہوری ترشیزی فرماید: شعر:

کاسۂ خورشید لیسیدن نمی آید زمن		گو فلک می پز ز کین ہر روز آش دیگرم

اودھیڑنا بننا ۔ ہمزہ بواو مجہول و دال وہای ہندی بیای مجہول رسیدہ وسکون رای ہندی ۔ کنایہ از انواع تخیل کہ در عالم تنہای خطور کند ۔ استاذی و مولائی حضرت درد فرماید ۔ رباعی:

پھر آپہی گراکے آپہی کچھ بنتا ہے		کہتا ہے کچھ آپہی، آپہی کچھ سنتا ہے
اے درد ہمیشہ یہ دل دیوانہ		کیا کیا کچھ اودھیڑتا ہے اور بنتا ہے

اودھیڑبن ۔ مخفف اول است ۔ و نیز بہمین معنی مرزا علی نقی محشر گوید رباعی:

کیا کیا حرص و ہوس کی دھن ہے دلکو		کس کس ڈھب کی اودھیڑبن ہے دلکو
تشویش معاش مغز جان کھاتی ہے		دنیا کی غرض تلاش گھن ہے دلکو

آنکھوں نمیں آنی ۔ کنایہ از آمد سکر ۔ اگرچہ عموماً بر کل مسکر اطلاق دارد اما بیشتر بشراب مستعمل ۔ مؤلف گوید شعر:

دعوی میخواری اتنے ہی پہ تھا سرکار کا		پیتے ہی ایک آدھ گھونٹ آنکھوں میں بس آنے لگی

یعنی کیفیت، و ظاہر است کہ ضمیر لفظ کیفیت در محاورۂ ہندی بتانیث استعمال دارد، لہٰذا محذوف بودن آن بحسب نسبت ردیف کیفیت پیدا نمودہ ۔

آنکھوں کا آنا ۔ کنایہ از آشوب چشم ۔ سخن سنج بی نظیر محمد تقی میر فرماید: شعر

عشق نے ایذائیاں دکھلائیاں		رہ گئے آنسو تو آنکھیں آئیاں

Marfat.com

آپس میں رہنا ۔ بہمزۂ ممدودہ و فتح بای عجمی و سکون سین جملہ کنایہ از آلودگی فسق : محمد میر اثر فرماید :

فرد : ہم کہاں تم کہاں یہ کہتے ہیں　　کہ یہ آپس میں دونوں رہتے ہیں

و این مختص محاورۂ زنان است ۔

اوس پڑ جانی ۔ بدو معنی مصطلح یکی کنایہ از سردی بازار، و دویم مراد از آب و تاب چیزی کہ بکمال صفا و صباحت باشد مشتمل بر معنی اوّل مؤلف راست :

برگ گل پر بھی پھر ایک اوس سی پڑ جاوے ہے　　دیکھے عالم جو وہ تیری عرق افشانی کا

طور دویم میر حسن گوید :

جز اشک بلبل اب نہیں گل شاخسار پر　　کیا اوس پڑ گئی ہے چمن میں بہار پر

آگ لینے کو آئے تھے ۔ در محلی گویند کہ دوستی بدیدن دوستی آید و بی مکث و توقف زود مراجعت کند ۔ محمد تقی میر گوید :

جلد مجھ سوختہ کے پاس سے جانا کیا تھا　　آگ لینے مگر آئے تھے یہ آنا کیا تھا

و از شعر سعیدای اشرف مستفاد شد کہ در اہل ولایت ہم این اصطلاح مستعمل است اشرف گوید :

دل را ز سینہ آن بت سرکش گرفت و رفت　　در خانۂ من آمد و آتش گرفت و رفت

و اگر گویند کہ در شعر سعید رعایت عجلت ظاہر نیست تا باصطلاح ہندی مطابقت یابد گوییم واو عطف کہ در گرفت و رفت واقع شدہ مفید این معنی است، در تامل ظاہر ۔

آنکھیں پتھرانی ۔ کنایہ از خیرگی چشم کہ بکمال نگریستن عارض گردد، حضرت درد فرماید : شعر ۔

اس سنگدل کی وعدہ خلافی تو دیکھیے　　پتھرا گئی ہیں آنکھیں مری انتظار سے

آنکھیں تمہاری دیکھی ہیں کہنا ۔ خود را تجربہ کار ستودن و ہم رعایت ادب از دست ندادن مصطفی خان یکرنگ گوید :

نرگس کے تئیں میں ہرگز لاتا نہیں نظر میں　　دیکھی ہیں میں نے پیارے آخر تمہاری آنکھیں

آنکھ دکھلانی ۔ ترجمہ چشم نمایی است کہ در فارسی مستعمل ۔ مؤلف گوید :

دیدۂ انجم نہیں ہیں خشمگیں سے سرخ سرخ　　برق بھی کتنی نہیں اب آنکھ دکھلانے لگی

انگاروں پر لوٹنا — کنایہ از بیقراری کہ در عالم رشک لاحق گردد۔ ولی گوید :

شعلہ خوحبیب سے نظر آتا نہیں — تب سے انگاروں پہ لوٹے ہے ولی

آنکھ موند کے ایک چیز کا اختیار کر لینا — کنایہ ایست از قبول بلا تامل۔ میر سجاد گوید :

غیروں کو جان خواب میں غفلت کے ڈال کر — اک رات آ کے سو رہو ہم پاس آنکھ موند

اوٹھائی گیرے — ہمزہ بواو مجہول و تای ہندی بالف کشیدہ و دو تحتانی و کاف فارسی بیای معروف

درای مہملہ یا رسیدہ : فرقہ ایست از دزدان کہ روزانہ دست بردکنند و این طایفہ بیشتر

در افواج بسر برد، مرزا رفیع سودا در ہجو کوتوال مشتمل بر صفات انفارش فرماید :

کسو کا گٹھ کٹی و تیرہ ہے — کوئی بھڑوا اٹھائی گیرا ہے

ایڑی دیکھو — بدفعیہ نظر بد گویند۔ قلندر بخش جرأت راست : رباعی

گل رنگ حنا سے سرخ کر پاؤں کو — بیٹھا تھا چمن میں جو دکھا سر و دلجو

میں نے جو کہا کہ ہے کف پا یہ بہار — ہنس کر لگا کہنے اپنی ایڑی دیکھو

ایک سے دن نہ رہنے — کنایہ از تغیر حالات اعم از آنکہ در زوال بمعیت گویند یا بہ زوال پریشانی

میر سجاد گوید :

ہجر کی راتیں بھی آخر کٹ گئیں — ایک سے رہتے نہیں دن ہمنشیں

آنکھ جھپکنی — تاب مقابلت نیاوردن، مؤلف گوید :

مقابل حسن کی گرمی کے تیرے کون اب ہوئے — کہ سورج کی بھی تیرے روبرو آنکھیں جھپکتی ہیں

آستین کا سانپ — کنایہ از دشمن بغلی است، مرزا فدوی گوید :

رفتہ رفتہ یار جو ہر اپنے دکھلانے لگا — آستیں کا سانپ نکلا یہ تو جی کھانے لگا

آنکھوں میں گھر کرنا — اصرار بر تصدیق قول خود نمودن بخلاف حقیقت معنی۔ مؤلف گوید :

کہتے ہو گھر تری آنکھوں میں نہیں میں نے کیا — کون کرا دے تمہیں آنکھوں میں گھر کرتے ہو

آسمان سے گرنا — کنایہ از بہم رسیدن چیزی کہ بے سعی دفعتہً حاصل شود، و قدرش چندان نباشد۔

واین بیشتر بمحاورۂ عورات مستعمل۔ مؤلف گوید : قطعہ

گو کہ تو گل ہے اور جوں شبنم — طالب رنگ و بو ترا ہوں میں

پر نہ اتنا بھی جان سہل مجھے — آسماں سے نہیں گرا ہوں میں

Marfat.com

آنکھ چرانی ـ کنایہ از چشم پوشی است ۔ مولف گوید :

ایسی کیا کی بے دلا ہم نے بتوں کی چوری دیکھ کر ہم کو جو یہ آنکھ چرا لیتے ہیں

آنکھوں میں کھٹکنا ـ در نظر ناگوار گذشتن ۔ مؤلف گوید :

جوں اشک تو نظروں سے کیونکر نہ گرا دیوے آنکھوں میں تری پیالے ہر وقت کھٹکتا ہو

اُلجھنا دِلکا ـ عبارت از گرفتاری دل است، جرأت گوید :

خوش ہوا وہ کے میں غمیں نہ کہیں دل اُلجھا رہا کہیں نہ کہیں

آنکھوں میں خاک ڈالنی ـ بدو معنی مصطلح، یکی آنکہ جنس زبون را بمبالغہ تعریف بچشم خریدار خوب نمایند، و این خاصہ فروشندگان غدّار است و دیگر آنکہ چیزی را طرفۃ العین دست برد کنند ۔ اوّل مشہور، و دویم مؤلف گوید :

مجلس سے رات دل کو مرے صورتِ صبا لے گئے سبھوں کی آنکھوں میں خاک ڈال کے

آنکھیں نیلی پیلی کرنی ـ کنایہ از کمال خشم کہ اکثر درحالت غیظ رنگ رو متغیر شود ۔ جرأت گوید :

روز آنکھیں نیلی پیلی کرجتاتا ہے وہ شوخ بزم میں تو چشم حیرت سے نہ دیکھا کر ہمیں

(ب)

بک لگنی ـ بفتح اوّل وسکون کاف تازی کنایہ از زیادہ گوئی و بسبیل تحقیر مستعمل ۔ مرزا رفیع سودا در ہجو فدوی لاہوری گوید :

بیٹھے یہ وہاں رہتے ہیں صبح سے و شام تک لگتی ہے اشعار کی چار پہر ان کو بک

بک بک ـ بتکرار نیز ہمین معنی است، و ہر دو را معنی مصدریہ حاصل، و این ظاہرا از بق بق گرفتہ اند ۔ چنانکہ مولوی معنوی فرماید :

اہل دنیا کافران مطلق اند روز و شب در جق جق و در بق بق اند

بسرام لینا ـ بالکسر و سکون سین مہملہ بمعنی آسودن و شب گذرانیدن، و این بیشتر در استعمال آزادان خانہ بدوش است ۔ محمد قایم گوید :

دل سائے میں اس زلف کے آرام لیا کر ٹک شام کو تو مرغ تو بسرام لیا کر

Marfat.com

بستر — معروف، شفقتی دہلوی مرزا رضا قلی آشفتہ فرماید :

نہ بستر کا آشفتہ ہونا مقتضیٰ ہے　　ارے سارا عالم بچھونا پڑا ہے

بسترا — در محاورہ نثر ابمعنی فرودگاہ مستعمل، مؤلف گوید : شعر باقی

ہوا جازت تو بزم میں تیرے بسر کرے　　کچ رہنا ہو گوشہ کہ بسر دن کا

اب کہاں جائیں سر پہ آئی شام　　دور ہے بسترا فقیر دن کا

بدن پھول جانا — کنایہ از جوش شدہ کہ در ایام بہار بر مرد زند و علوم آنرا گرد، دا د گویند۔ ہدایت گوید :

آتش ہے داغ دل کی سراپا ازخود گیا　　گلزار ہو گیا کہ بدن سارا پھول گیا

بوجھ پکڑنا — بوا و مجہول جیم ہندی : کنایہ از تمکین ورزیدن بخلاف حالات سابق۔ واکثر بسبیل طنز گویند۔ شرف الدین مضمون راست :

یہ رونے بوجھ پکڑا مشکل ہوا ہے جینا　　یارو خدا کرے خیر بھاری ہے یہ مہینا

بادبندی — جاری دادن بلاف و گزاف چیزی را کہ در حقیقت اصلی نداشتہ باشد۔ آبرو گوید :

زندگی ہے سراب کی سی طرح　　بادبندی حباب کی سی طرح

بتّا دینا — بضم اول و تای مشددہ بالف کشیدہ : در محل فریب دادن مستعمل، مرزا رفیع سودا در ہجو امیر بخیل گوید :

پیران کا گر آئے وقت طعام　　جائے اندر کے کھائے وہ دشنام

یونہیں اٹھ جائیں اسکو دے بتّا　　ماریں نہیں جھوٹے باتیں نے اتنا

بنانا — بفتحتین : کنایہ از ریشخند کردن، مؤلف گوید :

گہ دیر میں بھیجا مجھے گہ کنج حرم میں　　اے عشق غرض تو نے مجھے خوب بنایا

باغ باغ ہوجانا — مراد از شگفتگی خاطر۔ ہدایت گوید :

کس قدر ہے تیرے مقدم سے خوشی گلشن میں آج　　دیکھ تجھکو گل ہوا جاتا ہے بس باغ باغ

بہا بہا پھرنا — بفتحتین کنایہ از غلبہ سُکر۔ ہدایت گوید :

ساقی پھروں ہوں میں تو نشے میں بہا بہا　　دریا سے کچھ یہ کم نہیں موجیں حباب کا

و مجازاً کنایہ از قطرہ مستی کم ظرفان است۔

Marfat.com

بُوٹا سا قد — بواو معروف وتای ہندی بالف کشیدہ؛ کنایہ از پستیِ قد معشوق کہ بکمال موزونی باشد۔ مؤلف گوید:

بُوٹے سے تیرے قد کا جس جا پہ پڑے سایہ   وھاں اور نہ کوئی بُوٹا، جز سرو و سمن نکلے

بائیاں پاؤں پوجنا — اقرار بر فیلسوفی مزوّران نمودن، مرزا رفیع فرماید:

جن نے سجدہ کیا نہ آدم کو   شیخ کا پوجا اُن نے بائیاں پاؤں

ودرینجا مراد قایل ترجیح شیخ است بر شیطان۔

باؤ کا رخ بتانا — کنایہ ایست از فریب دادن، واین روزمرہ عوام بازار است۔ محمد تقی میر گوینند:

ٹالا نہیں اک مجھ کو تپنگ آج اوڑاتے   بہتوں کے تئیں باؤ کا رخ اُن نے بتایا

بال بیکا نہ ہووے — تاکیداً در مبالغہ احتیاط چیزی بشخص حاضر گویند، واین ظاہراً ترجمہ ہمانست کہ در فارسی گویند، سر مو نقصان نشود۔ استاذی ومولائی حضرت درد فرماید:

اے شانہ تو نہ ہو جو دشمن ہمارے جی کا   ہاں دیکھیو نہ ہووے زلفوں کا بال بیکا

(بھ)

بھیگتی جانا رات کا — بیای معروف وسکون کاف عجمی وفوقانی بیای مجہول رسیدہ: وکنایہ از گذشتن شب است کہ در صحبت عیش وطرب بگذرد، وسرور اہل مجلس آناً فاناً در ترقی باشد۔ میر حسن در تعریف کل بی نظیر مشتمل بر عالم غسل بیان نمودہ:

نمی کا تھا بالوں کے عالم عجب   نہ دیکھی کوئی خوب تر اس سے شب

کہوں اس کے عالم کی کیا تم سے بات   کہ جوں بھیگتی جائے صحبت میں رات

بھاری پتھر چوم کے چھوڑ دینا — دست بردار شدن از امر ایست کہ بر آمدن از عہدۂ آن متصور نباشد۔ یکی از شعرا گوید:

ہمنے اُس سنگدل سے منہ موڑا   بھاری پتھر تھا چوم کے چھوڑا

بھچک جانا — بفتحتین وسکون کاف تازی: کنایہ از وقوع حیرت ناگہانی کہ دفعتہً رو دہد۔ مرزا رفیع سودا در قصیدۂ سالگرہ گوید:

Marfat.com

حُسن ایسا کہ جیسے ماہِ شب چاردہم ❋ یک بیک دیکھے تو نہ پیدا وہ ہو جا بھبھک

بھبھوکا۔ بفتح اوّل و دوم بواو حرف و کاف تازی بالف کشیدہ: مراد از شعلہ رنگی معشوق۔ مؤلف گوید:

بھبھوکا استقدر رکھ مت اپنے اے رشک قمر کس کا ❋ ذرا اتنا تو جانا کر کہ جلتا ہے جگر کس کا

(پ)

پانی پی پی کوسنا۔ کنایہ از کثرت بددعا است کہ در ہیچ حال فوت نکند۔ مرزا علی نقی محشر گوید:

کیا ظلم ہے دل میں بس مسوسا کیجے ❋ جب یاد لب جام کا بوسہ کیجے

ایذا ہے سخت محتسب کے ہاتھوں ❋ پانی پی پی کے اس کو کوسا کیجے

پاتوں آلگنا درخت کا۔ کنایہ از برگ ریزی درخت است در ایام خزاں، و مجازاً در محل تمامی قوت و استعداد، و مصطلح اعم ازینکہ در بیداد معشوق طاقت و آرام اتمام بپذیرد، و یا بحوادث روزگار عدم اسباب دست دہد، جناب مرزا رفیع فرماید:

احوال کی ہمارے تجھکو تو کیا خبر ہے ❋ گذرے ہے جس کے جی پر سوہی یہ جانتا ہے

آنکھوں کے گرد میرے مژگاں کی ہے یہ صورت ❋ گویا کنار دریا، خس بہہ کے آرہا ہے

اور دل جو ہے بغل میں سو اسطرح کا پھوڑا ❋ ہرگز نہ وہ پکے ہے ظالم نہ پھوٹتا ہے

القصّہ کیا کہوں میں گلشن میں زندگی کی ❋ تجھ بن نہال سودا پاتوں ہی آلگا ہے

پاؤں چل جانا۔ وقوع تخلل در استقلال۔ میر حسن در سحر البیان مشتمل بر قحط سالی لکھنؤ آوردہ:

غریبوں کا یہ دل سا نکلنے لگا ❋ توکّل کا بھی پاؤں چلنے لگا

پاؤں نکالنا۔ گویا پا از حد اعتدال بیرون داشتن است۔ حضرت درد قدس سرہٗ فرماید:

مجھے یہ نہیں زینہار کسو کے یہ ستھائے ❋ بیطرح کچھ ان آنسوؤں نے پاؤں نکالے

پتلی۔ بضم اوّل و سکون فوقانی و لام بیای معروف: در ہندی، مردمک را گویند۔

پتلی کا تارا کرنا۔ جا دادن است کسی را در چشم۔ مصطفےٰ خاں یک رنگ گوید:

اگر آوے مرے گھر وہ پیارا ❋ کروں اس ماہ کو پتلی کا تارا

Marfat.com

پچھاڑیں کھانی — بفتح اوّل وجیم ہندی بالف کشیدہ ورای ہندی بیای مجہول رسیدہ وسکون نون:
کنایہ از صدمات برداشتن است۔ مرزا رفیع سودا در ہجو اسپ گوید:

دیکھے ہے جب وہ توبڑا و تھان کی طرف
کھاتا ہے دانہ گھاس کی جا گر سدا پچھاڑ

یعنی از ناطاقتی بر زمین می افتد۔

پی جانا بات کا — طرح دادن در جواب سوال است، آبرو گوید:

سخن اوروں کا تشنہ ہو کے سننا اور سب کہنا
مگر جب آبرو کی بات کو سننا تو پی جانا

پیٹ بھر جانا — بیای مجہول وسکون تای ہندی: مراد از تنگ ظرفی ناکسان است۔ محمد قائم گوید:

اندنوں میں دیکھ کر ہم کو اچھلتے ہیں رقیب
پیٹ ان کا ہے بھرا کل پر سوں تک تے ہیں قیب

مخفی نماند درین شعر بحیثیت معنی اصطلاح لطف دیگر کہ عبارت از تداخل است پیدا نمودہ۔

پستا — بکسر اوّل وسکون سین مہملہ ونون بالف کشیدہ بخستگی یا فتن مخصوص در عالم تعشق۔ حضرت درد فرماید۔

مرتا نہیں ہوں کچھ میں اس سنگ دل کے ہاتھوں
پستا ہوں آپ اپنے کم بخت دل کے ہاتھوں

پانی سے پتلا کرنا — کمال تفضیح نمودن، مصحفی گوید:

چشم نے رو رو کے دریا کر دیا
ابر کو پانی سے پتلا کر دیا

پسلی پھڑکنی — بفتح اوّل وسکون مہملہ ولام بیای معروف رسیدہ: کنایہ ازان است کہ در حالت خفیت بر احوال شخصی اطلاع شود۔ مؤلف گوید:

جب ما غیر سے ہوا وہ کہیں رات ہم کنار
یہاں درد دل سے اپنی بھی پسلی پھڑک گئی

پہاڑ سی راتیں — کنایہ از طول شبہای مصیبت۔ صیاد گوید:

کس طرح کوہ کن پہ گزرتی رہی
ہجر کی یہ پہاڑ سی راتیں

پانی نہ مانگنا — در اوّل ضرب شمشیر زخم کاری خوردن و جان دادن۔ میر سوز گوید رباعی

جو تجھ سے بلا تنے ناگہانی مانگے
یا راہ عدم کی کچھ نشانی مانگے
دکھلا دے اسے تو اپنی شمشیر نگاہ
جس کا مارا کبھی نہ پانی مانگے

Marfat.com

پلیتھن لگانا — بفتح اوّل ولام بیای معروف وفتح تای ہندی وسکون نون: در فکر تخریب کسی بودن۔ سودا در ہجو بخیل زبانی خانساماں گوید:

نان باکو جو دیکھو بھر کے نظر — مجھ سے کہتا ہے یوں وہ گیدی خر
ٹکی مشرف کے گھر پکاؤں گا — اور پلیتھن ترا لگاؤں گا

پولے تلے گزران کرنی — کنایہ از کمال تجرّد وعدم اسباب۔ ہدایت گوید:

رکھوا ریش دراز شیخ نے عمامہ بھی — کہ یہ زاہد بھی اک پولے تلے گزران کرتا ہے

پاؤں گاڑنا — کنایہ از عالم استقلال۔ محمد تقی میر فرماید:

یارب رہ طلب میں کوئی کب تلک پھرے — تسکین دے کہ بیٹھ رہوں پاؤں گاڑ کر

پاؤں پھیلا کر سونا — عبارت از کمال فارغ بالی است۔ جرأت گوید:

ہاتھ کھینچا زندگی سے جب بزیر چرخ آہ — تب دیا فتنے نے سونے پاؤں پھیلا کر ہمیں

پانی بھرنا — اقرار بر عجز نمودن۔ مولّف گوید:

عجب کیا ہے مہ کنعاں بھی یہاں پانی بھرے آ کر — اگر صورت ذرا دیکھے ترے چاہ زنخداں کی

پاؤں دھو دھو پینے — کنایہ از فرط اعتقاد۔ مولّف در نعت گوید:

طوف قدم شریف جس دم سے کیجیے — مقصود دلی تمام اس دم سے لیجیے
ظاہر ہے یہ آب حوض سے اس کی ملیش — ایسی ہادی نما کے پاؤں دھو دھو پیجیے

پیالا ہونا — در اصطلاح آزادان کنایہ از رخت ہستی بربستن آمدہ۔ مولّف گوید:

اے مینوش تو بھی آپ کو جلدی وہاں پہنچا — گدائے حسن کو کہتے ہیں تیرے آج پیالا ہے

پس انداز — بفتح اوّل وسکون مہملہ، آنچہ بعد از صرف نگاہ دارند و روز نگار پیشہ آزمایہ توکل نامند کہ در ایام عطلت بکار آید۔ محمد ابقا گوید:

یہ گل اندام جو صرفے سے ٹک اک ناز کریں — کام لیں زلف سے کاکل کو پس انداز کریں

باید دانست کہ حرف چند با متزاج ہای مختلفہ الترکیب در زبان ہندی برای علیحدہ قرار یافتہ اند و در تلفظ از ہم متفاوت گردیدہ چون "بَا" کہ منقسم بہ دو قسم است۔ اگر بای تازی بہ ہا مخلوط شود "بھے" خوانند، و تحت او بعلامت موحّدہ یک نقطہ

کنند، و اگر بای عجمی مرکب گردد "پھے" خوانند، و در آنجا سہ نقطہ گذارند۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ در تا و جیم و دال و را و کاف امتیاز پیدا است و ہر یکی بجای خود مذکور شود انشاء اللہ تعالیٰ۔

(پھ)

پھدکا — بیای معروف و کاف تازی با الف کشیدہ بمعنی فی نمک آمدہ۔

پھدکا لگنا نظروں میں — کنایہ از کمی رنگ چیزی کہ در مرتبۂ خود ناقص باشد۔ ناجی گوید:

نمکین حسن دیکھ کر پیا کا   رنگ گل کا لگا مجھے پھدکا

پھپھولے — بفتح اول و دوم و واو مجہول و لام بیای مجہول رسیدہ: بمعنی آبلہ۔

پھپھولے دل کے پھوڑنے — حسرت دل بر آوردن، خان آرزو فرماید:

تخانۂ زیج جا کر شیشے تمام توڑے   زاہد نے آج اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے

پھونک پھونک کے پاؤں دھرنا — ہر دو بواو معروف و نون غنہ با کاف تازی: کار با احتراز نمودن و راہ با احتیاط رفتن۔ ہدایت گوید:

زمانہ لیتا ہے ناز کرتا ہے بلبل خاطر گل سے   صبا بھی پھونک پھونک کے رکھتی ہے قدم دیکھ کر

(ت)

تل — بکسر اول و سکون ثانی: نام گیاہی کہ قسمیست از اقسام حبوب و از آن روغن برآرند و یک دم بل از آن ہم کم۔ معتبر خان گوید:

تل بھر دل لے کے یوں پھرتے ہو   کہ گویا ان تلوں میں تیل نہیں

تارے گننے — کنایہ از شب تنہائی۔ مؤلف راست:

انتظاری میں ترے کس کی طرح اے مہرو   آج کی رات بھی گنتے ہی کٹی تاروں کو

تہ کر رکھو — در اظہار بیغرضی و استغنا گویند۔ میر ستیاد گوید:

یار کا جامہ ہیں بیگانہ عزیز   یوسف اپنا پیرہن تہ کر رکھے

Marfat.com

توڑنا جوڑنا ۔ کنایہ از کمالِ قدرت و اختیار۔ ہدایت گوید :

سر رشتہ نسبت یاروں کے ہاتھ ہے گیا وہ آپ ہی توڑتے ہیں اور آپ ہی جوڑتے ہیں

تنکے چننے ۔ بکسر اوّل و سکون نون و کاف تازی بیای مجہول : کنایہ از غلبہ سکر کہ نہایت بیہوشی آرد۔ و بتازگی در محل مسخ شدن نیز مستعمل ۔ شرف الدین مضمون گوید :

سبزی یہ خط کی دیکھ کے پیارے عجب نہیں گر ہو کے مست بھنگ بھی تنکے ذرا چنے

تولنا نظروں میں سنجیدن قدر و مقدار است ۔ جناب درد فرماید :

درد نے کو مرے تولے ہے نظروں میں اس گوہر اشک کی بھی رتی چمکی

تل دھرنے کو جاگہ نہ ملنی ۔ بکسر اوّل و سکون ثانی کنایہ از تنگی جای مجلس کہ بکثرت مردم باشند۔ میر حسن در مثنوی گلزار ارم گوید :

ہجوم ماہ رویاں اس قدر تھا کہ ہم کو دل کے پس جانے کا ڈر تھا

بنائی خال نے اس حسن میں راہ بہم پہنچی نہ تل دھرنے کو جاگہ

تلوے سہلانا ۔ افراط در خوشامد نمودن ۔ مولف گوید :

ہے یہ پامالی خونِ دلِ عاشق ہی کا فیض مہندی اس طرح جو تلوے ترے سہلاتی ہے

تمنے اوڑائیاں اور ہم نے بھوں کھائیاں ۔ در مقامی گویند کہ طرف ثانی سخن سازی کند و خود را بر تصنّع او اطلاع باشد۔ ہدایت گوید :

باتیں ہیں کے آگے بناتے ہو میری جان تمنے اوڑائیاں ہیں سو یہاں بھوں کھائیاں

تلووں سے آگ لگنی ۔ کنایہ از کمال غیظ و غضب ۔ سجاد گوید :

مہندی کو کفِ پا سے ترے لاگ لگی ہے میں کیا کروں تلووں سے مرے آگ لگی ہے

تلاوڑی ۔ نام صحرا ایست کہ در نواح سرہند واقع ، و اکثر قطاع الطریق دران میدان قافلہ غارت کنند ، و در عرف حال این لفظ عموماً بر جمیع محل خطر اطلاق دارد ، و مرزا رفیع در ہجو کوتوال و بی انتظامی شاہجہان آباد گوید :

دیکھی ہے جو راہ چاوڑی کی پشم ہے رہزنی تلاوڑی کی

تالی ۔ فوقانی بالف کشیدہ و لام بیای معروف بمعنی دستک آمدہ و این در سہ محل استعمال دارد۔

گاہی در مقام طلب کہ صدای آن دلالت بر وجود شخص کند۔ مرزا رفیع در مطلع قصیدہ سالگرہ گوید:

صبح ہوتے ہو گئی آج مری آنکھ جھپک   دی خوشی نے دہیں آکر در دل پر دستک

وگاہی در ضحک و استہزا مستعمل گردد۔ ہدایت گوید:

کرم شب تاب کن چھکے ہر گرد اوس ماہ کے   کیوں نہ لڑکے دیکھ کر اس کو بجاویں تالیاں

وگاہی ارباب موسیقی را ازین عمل نظم تال منظور باشد، و بدین حیثیت در تالی یای نسبت اعتبار شود۔

تالی ایک ہاتھ سے بجنی — بتمام کنایہ الیست از امر ممتنع الوقوع کہ دوستان در عالم اخلاص بسبیل شکایت گویند۔ ہدایت گوید:

کہیں سنا ہے کہ اک ہاتھ سے بجے تالی   جو اپنی چاہ کرے ہم بھی اسکی چاہ کریں

(تھ)

تھتھا متھ کا — چین بر جبین زدن است، میر حسن گوید:

غمگین نہ ہو حسن تو یہ ناز ہے تجھی پر   یوں اور کے تو آگے وہ منہ تھتھا کے بیٹھے

(ٹ)

ٹکر پہاڑ سے لینی — مقابل شدن با کسی کہ قدرت مقابلہ آن نباشد۔ میر سجاد گوید:

کوہ کن کیوں نہ سر کو پھوڑ مرے   لے ہے جا کر پہاڑ سے ٹکر

ٹھکو پڑتا عورت کا — بفتح اول و سکون بای عجمی و کاف تازی بیای مجہول، کنایہ از میلان خاطر اوست بمباشرت۔ مولف گوید:

مستی میں بسکہ ٹھکو ہی پڑتی تھی دخت رز   ہونٹوں سے میرے ہونٹ کل اپنے رگڑ گئی

ٹٹی کی اوٹ میں شکار کھیلنا — در پردہ کار کردن۔ سجاد گوید:

مژگاں کی صف میں چھپکے نگہ یوں کرے ہے چوٹ   صیاد جوں شکار کی ٹٹی کی بیٹھے اوٹ

132665

Marfat.com

ٹپکنا پھوڑے کا — بفتحتین وسکون کاف تازی ونون بالف کشیدہ : کنایہ از نجتن مواد است ۔جناب مرزا رفیع سودا فرمایند :

طپش نے اندنوں دلکی نئی صورت نکالی ہے ٹپکتا ہے پڑا رانوں کو یوں پکتا ہی پھوڑا خوں

(ث)

شعریکہ مشتمل بر اصطلاح باشد، درین حرف کم بنظر گذشتہ ۔

(ج)

جُگ — بضم اوّل وسکون کاف عجمی درہندی بمعنی قرن آمدہ، و در اصطلاح آنکہ دو نرد چوسر یک خانہ باشد ۔ فضایل علی خان در مثنوی زبانی معشوقہ گوید :

سدا غم کی چوسر بچھا کر نحیف بره کو لے بیٹھی ہوں اپنا حریف
سو کچی ہی پڑتی ہے ہر حال میں کئی جُگ ہوئے مجھ کو جنجال میں

جی میں جل جانا — کنایہ از پیچ و تاب خوردن در حالت رشک ، میر سوز گوید :

جو ترے قد کو دیکھے شمع، پانی ہو پگھل جاوے مجھے دیکھے اگر پروانہ اپنے جی میں جل جاوے

جی کی اماں مانگنی — مقدمۂ آداب است در عرض مطلب، کہ اوّل این لفظ گویند و من بعد بر التماس مدّعا آیند ۔ میر سوز گوید :

کہوں یک بات میں تجھ سے اگر جی کی اماں پاؤں مجھے قربان ہونے دے ترے قربان ہو جاؤں

جی پگھل جانا — بیای معروف وکسرہ بای عجمی وفتح کاف ہندی وسکون نون : کنایہ از میلان خاطر است ، ہدایت گوید :

دل پر ہزار حرف شکایت سے تھا ہجوم مکھڑے کو دیکھتے ہی پہ کچھ جی پگھل گیا

جان پر کھیلنا — کنایہ از اختیار نمودن امریست کہ در حصول آن ہلاکت خود متصور گردد ۔ جرأت گوید ، ساباعی :

پیدا ہوا جب سے خون دل ہی پیا اب تک مرمر کے عشقبازی میں جیا
کوئی اور نہ کھیل کھیل آیا مجکو طفلی میں بھی جان ہی پہ کھیلا میں کیا

جی ہارنا کسی چیز سے - باز ماندن از امریست کہ بمقتضای جبن جرأت بر اختیار آن نباشد۔ محمد تقی میر گوید:

عشق بازی میں کیا موئے ہیں میر
آگے بھی جی انہوں نے ہارا تھا

جی چھپانا - عبارت از پہلو تہی کردن است - میر گوید:

تمت ہوئی کتاب و تواں جی چھپا گئے

جی چرانا: نیز از ہمین عالم است و بکثرت عرف محتاج سند نیست۔

(جھ)

جھلک - بفتحتین و سکون کاف تازی: کنایہ از دیدن چیزی کہ از دور محسوس شود و خوب مفصل بنظر در نیاید، مؤلف گوید:

اس کی جھلک سے آنکھ عبث اپنی لڑ گئی
کیا بیٹھے بیٹھے ہم پہ یہ بجلی سی پڑ گئی

و گاہی بمعنی عکس و روشنی ہم مستعمل میر حسن در تعریف کہاران پالکی بی نظیر گوید:

کہاروں کی زربفت کی کرتیاں
اور ان کی دبے پاؤں کی پھرتیاں

بندھیں پگڑیاں تاش کی سر اوپر
چکاچوند میں جس سے آوے نظر

وہ ہاتھوں میں سونے کے موٹے کڑے
جھلک جس کی ہر ہر قدم پر پڑے

و بمعنی رخشندگی نیز مستعمل و معروف است۔

جھلابور - بفتح اول و لام بالف کشیدہ و موحدہ بواو مجہول و سکون رای مہملہ، چیزی را گویند کہ نہایت درخشان باشد۔ ہم در مقام ماسبق میر حسن آوردہ:

ہزاروں ہیں اطراف میں پالکی
جھلابور کی جگمگی نالکی

جھلاجھل - نیز بہمین معنی است لکن این ہر دو اختصاص باقمشہ زرتار دارند نہ باجواہر و سیم و زر۔

(چ)

چبا چبا کے باتیں کرنی - بتکلف حرف زدن و بیدردانہ سخن گفتن۔ محمد تقی میر گوید:

اک رنگ پان ہی اس کا دل خوں کن ہے ہمارے
بھتی ہیں اس کو باتیں کرنی چبا چبا کر

چٹکیوں میں اڑانا ـ بضم اوّل و سکون تای ہندی و کاف تازی مکسور و تحتانی بواو مجہول و سکون نون: کنایہ از اختلاطیست کہ ظرفا با اہل طباعت کنند و ہم در جای مستعمل است کہ شخصی را بلطائف الحیل ناکام بگذارند۔ ہدایت گوید:

آہ و فغاں سنی نہ کبھی عندلیب کی ‏ ‏ بلبل کو گل نے چٹکیوں ہی میں اڑا دیا

چور لگنا شمع کو ـ کنایہ از زود گداختن شمع است کہ بصدمہ باد تند نقصی باو رسد، و قبل از وقت معمول تمام شود۔ محمد میر اثر فرماید:

دم بدم کچھ گھلا ہی جاتا ہوں ‏ ‏ شمع کی طرح دل کو چور لگا

چوٹی کا ہونا ایک چیز کا ـ بواو مجہول و تای ہندی بیای معروف، کنایہ از یکتایی آن چیز است، چنانکہ در فارسی گل سر سبد خوانند۔ میر حسن در تعریف جعد بدر منیر کہ در ہندی آنرا چوٹی گویند، ہمین اصطلاح آوردہ و فی الواقع خالی از لطف نیست:

سنگاروں میں گو سب ہے وہ اتار ‏ ‏ یہ کہتے ہیں چوٹی کا اس کو سنگار

چاند کا کھیت کرنا ـ کنایہ از طلوع شب مہتاب و نمود ہالۂ روشنی ۔ میر حسن در تعریف سبز پوشی بی نظیر گوید:

وہ حسن اور وہ پوشاک اور وہ شباب ‏ ‏ زمرد میں جوں جلوۂ آفتاب

کہے تو کہ شب چاند نے آن کے ‏ ‏ نکالا تھا منہ کھیت سے دھان کے

و درین معنی لفظ کھیت لطف بخشیدہ، فتامل۔

چمکنا ـ نشو و نما یافتن و ہم خشمگین شدن۔ مثال اوّل ہدایت گوید:

یہ نکتہ جوہر آئینہ سے روشن ہوا دل پہ ‏ ‏ کہ اکثر اس زمانے بیچ ناکارے چمکتے ہیں

و دوم مؤلف گوید:

تنہا نہ اشک ہی کچھ ہیں مجھ پہ گرم ہوتے ‏ ‏ آتے ہیں لخت دل بھی اب تو چمک چمک کر

چل ـ بفتح اوّل و سکون ثانی، بدو معنی مصطلح ـ یکی وقوع برہمی و ہزیمت در انبوہ، و دوم بمعنی تخلف۔ مثال اوّل مؤلف گوید:

چل بسے صبر و قرار و طاقت و تاب و تواں ‏ ‏ چلتے ہی تیرے سمجھو دیں یک بیک چل پڑ گئی

Marfat.com

و دویم محمد تقی میر گوید :

آوارہ میرے ہونے کا باعث وہ زلف ہے
کافر ہوں اس میں ہووے اگر ایک بال چل

چرخ چڑھنا — کنایہ از صفا و موزونی تقطیع یافتن و خوش اسلوب گشتن۔ محمد بقا گوید :

منھ اس کا صفائی تر نے ملوے کی نیا دے
خورشید ہزار اپنے تئیں چرخ چڑھا دے

چارپائی — چیزیست کہ برای خوابیدن موضوع و آن چار چوب پایہ دار است کہ بریسمان بافند و معنی اصطلاحی آنکہ کہ در وقت جنگ چون کشتہ و زخمی بر آن اندازند بریں قیاس در روزمرہ اہل لشکر مراد از شمار چارپائی گویا شمار زخمیان و کشتگان است۔ درین صورت ظرف بجای مظروف مستعمل گردیدہ۔ و ظاہر این ہم از زمان عالم است کہ قارورۂ سرخ و نہر جاری گویند۔ حال آنکہ قارورہ علم شیشہ بول است و سرخی آن کنایہ از رنگ بول و ہمچنین نمط نہر نیز جاری نیست۔ بلکہ آب آن جاری۔ علی ای حال سند اصطلاح مذکور از کلام میر صاحب یافتہ شدہ :

تری گلی سے سدا ای کشندۂ عالم
ہزاروں جاتی ہوئی چارپائیاں دیکھیں

چراغ ٹھنڈا کرنا — خاموش کردن چراغ است، مولف گوید :

پیری میں صرف سردی ہر داغ کیوں نہ ہوں
ٹھنڈا کرے ہے ہر کوئی وقت سحر چراغ

چل سکنا — بفتح اوّل بمعنی توانستن و قدرت یافتن۔ سجاد گوید :

کیا کرے پاؤں بھی کہ جنگل میں
کچھ نہیں آبلوں سے چل سکتا

چلّو بھر پانی میں ڈوب مرنا — کمال منفعل شدن و انحطاط مرتبہ خود دیدن۔ مرزا رفیع سودا در تعریف چاہ مومن خاں گوید :

جلنے روے زمین پہ تھے کوئے
چلّو بھر پانی لے کے ڈوب موئے

چکائی دینی — بضم اوّل و کاف تازی بالف کشیدہ و دو تحتانی، بمعنی نظر غلط کردن است و بیشتر عوام بازار استعمال کنند۔ میر فرزند علی موزوں گوید :

چکائی دے کے جترائی سے جانا کیا قیامت ہے
نگاہیں جب طرف لڑتی ہیں تیری ہم نے ٹکلایا

چلنی چاٹنی — بفتح اوّل و سکون بای عجمی و نون بیای معروف : کنایہ از کمال قناعت و این نیز

Marfat.com

مستعمل عوام است۔ مرزا رفیع در ہجو طفل معطی گوید :

باپ کے گھر کی چاٹ کر چینی کرو گزران یار دتم اپنی

چوپٹ کرنا۔ ویران بحت نمودن۔ مرزا رفیع در ہجو کوتوال گوید :

اپنے در والنے آگے رکھ نٹ کھٹ کیئے ہیں اُس نے گھر کے گھر چوپٹ

(چھ)

چھاتی پر مونگ دلنا۔ کنایہ از آنست کہ معشوق حضور عاشق با دیگری مختلط شود۔ محمد قایم گوید :

گندمی رنگ جو ہے دنیا میں میری چھاتی پہ مونگ دلتا ہے

چھیڑنا۔ بیای مجہول و سکون رای ہندی و نون بالف کشیدہ : بدو معنی مستعمل، اولاً مسر سخن وا کردن و ثانیاً از راہ شوخی و ظرافت مختلط شدن۔ نواب امارت مآب محبت خان بہادر شہباز جنگ دام اقبالہٗ و عم نوالہٗ فرماید :

کسی سے گو جدا ہیں مثل تار ساز ہم لیکن ذرا چھیڑے سے ملتے ہیں ملالے جس کا جی چاہے

چھڑک کر بیچنا۔ بکسر اول و فتح رای ہندی و سکون کاف تازی : مبالغہ در تعریف جنس خود کردن است در حالت فروش و مجازاً کنایہ از یار فروشی۔ یکی از شعرا گوید :

ہو کیوں نہ چمن میں گرم گل کا بازار شبنم جب او سے خوب چھڑک کر بیچے

چھُری تلے دم لینا۔ بضم اول و رای مہملہ بیای معروف : گونہ متوقف شدن و تحمل ورزیدن در طلب مدعا۔ لمؤلفہ :

دلا فراق مژہ میں تو یار قاتل کے تڑپھ نہ اتنا ذرا تو چھُری تلے دم لے

من حیث اللفظ تحقیر طالب ظاہر است، درین معنی۔

چھچھوندر۔ نامی است یکی از حشرات الارض کہ از موش خرد تر باشد، چون در رفتار خیلی سرعت دارد و بدین اعتبار آتشبازان نام یکی از اقسام آتشبازی قرار دادہ اند کہ او نیز وقت آتش گرفتن ہمین حالت پیدا می کند و در فارسی ہم کہ بہمین معنی موشک آمدہ، کاف در کلمہ علامت تصغیر است، طغرٰی گوید :

Marfat.com

چو موشک ڈا کند آہم گر آتشبازی شوقت	بود در دست مژگان ہر طرف مہتابی اشکم

و موشک دوانی کہ در اصطلاح فارسیان کنایہ از آتش اندازی اہل نفاق است بہمین معنی در ہند
چھچھوندر چھوڑنی مصطلح آبرو گوید:

ماہ رُو کے پاس جا کس نے چھچھوندر چھوڑ دی	گھر جلا عاشق کا' ان لوگوں کا کیا ٹوٹا ہوا

چھاتی گدرانی ۔ بکاف فارسی و دال مہملہ: کنایہ از بلند شدنِ پستان عورت است در
شباب د اوایل جوانی ۔ ہدایت گوید:

نوبہار آئی ہے جوں عہد شباب	چھاتیاں کلیوں کی بھی گدرائیاں

چون ضمیر کلی در ہندی مخصوص بتانیث استعمال یافتہ نسبت این تشبیہ خالی از کیفیت نیست

چھٹکنا چاندنی کا ۔ بکسر اوّل و فتح تای ہندی و کاف تازی و نون بالف کشیدہ: کنایہ الیست ا
نورِ شب مہتاب کہ بکمال صفا باشد ۔ میرحسن در سحر البیان گوید:

وہ چھٹکی ہوئی چاندنی جابجا	وہ جاڑے کی آمد وہ ٹھنڈی ہوا

چھاتی پھٹنی ۔ کنایہ از جگر خون شدن است بر حال دردمند ۔ ہدایت گوید:

طاقت ہے کسے شرحِ محبت کے رقم کی	سُن حال مرا پھٹ گئی چھاتی بھی قلم کی

(ح)

حال حال چلنا ۔ کنایہ الیست از تیزی رفتار ۔ محمد تقی میر فرماید:

جائیں ہیں فرش رہ تری مت حال حال چل	اے رشک حور آدمیوں کی سی چال چل

(خ)

خاک ڈالنی ایک بات پر ۔ کنایہ از اخفای امر یست کہ در افشای آن انواع رسوائی متصور باشد ۔ محمد بقا گوید

گر قتل کیا بقا کو خوباں	اس بات کو منھ سے مت نکالو
پنہاں ہی بھلا ہے خون عاشق	جانے دو اب اس پہ خاک ڈالو

خبر بسنت کی پوچھنی کسی سے ۔ طنز بر غفلت و بیخبری اوست و مجازاً در ہمہ جا مستعمل
خان آرزو فرماید:

اُٹھ چیت کیوں جنوں سے خاطر پچنت کی	آئی بہار تجھ کو خبر ہے بسنت کی

خون چاٹنا تلوار کا ۔ خون آلود شدن شمشیر است، فضل علی دانا گوید:

بچلائے خون کو جس روز میرے اسکو فائدہ ہے	رگ گردن سے میرے کس کے خنجر کو ملاقہ ہے

خدا خدا کر کے پہنچنا ۔ بدشواری رسیدن است اعم ازینکہ دشواری راہ باشد یا از عالم دیگر ۔ محمد تقی میر گوید :

ہر گام سدِّ رہ تھی بتخانے کی محبت　　کعبہ تلک تو پہنچے لیکن خدا خدا کر

خاک چھاننا ۔ کنایہ از کمال آوارگیست در سعی و تلاش ۔ مولف گوید :

کیوں خاک چھانتا ہے دلا کو بکو عبث　　مثل صبا ہے اس کی تجھے جستجو عبث

خالہ کا گھر ۔ کنایہ از مامن و آرامگاہ ۔ محمد حسن محسن گوید :

دل دینے پہ ہے جی تو کرو خانماں خراب　　یہ عاشقی ہے شیخ جی خالہ کا گھر نہیں

خدا کے مارے ہونا ۔ کنایہ از بدبختی و بدطالعی است ۔ سید عبدالولی عزلت گوید :

بتوں کے ہم جو یہ سنگ جفا کے مارے ہیں　　سو شکوہ ان سے نہیں ہم خدا کے مارے ہیں

خدا کیا کرے ۔ در امید و یاس عموماً گویند ۔ محمد قایم گوید :

میں جاتا ہوں کعبہ کو اب دیر سے　　بھلا یہ بھی دیکھوں خدا کیا کرے

خبر عطر ۔ بتمامہ لفظیست مرکب فقط بمعنی خبر موضوع ، اعم ازین کہ خبر خوش باشد یا موحش ۔ سجاد گوید :

یاد صبا سے زلف معطر کی ہم تلک　　مدت ہوئی کہ پہنچی نہیں کچھ خبر عطر

مولف گوید کہ حرکت طای عطر کہ در رکن ضرب مقابل وتد مجموع واقع شدہ اعنی در تقطیع در برابر عین می افتد و برین نمط مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن در صحت لفظ گونہ تردد بخشیدہ و ہر چند این بحث علاقہ بافن عروض دارد و درین جا داخل ما نحن فیہ نیست لاکن در شعر چون مقدم صحت لفظ است البتہ محل گفتگو است ۔ مخفی نماند کہ عطر بمعنی طیب بسکون طاست ۔ و درین جا ہم باعتبار مناسبت لفظ خبر کہ تشبیہ با بومی توان کرد معنی علاقہ با ہمان عطر ساکن الاوسط دارد ۔ و اگر گویند کہ خبر عطر لفظیست مشہور کہ بکثرت استعمال از عالم مثل اعتبار یافتہ و در مثل تصرف جایز نیست ، گوییم اگر بہمزہ و تای منقوط می بود البتہ باین توجیہ موجہ می شد ، لاکن چون بعین مہملہ و طای حطی است ہر آیینہ بسکون اوسط باید و معہذا الحیثیت معنی طرف لطف ہمان است فتامل حق التامل ۔

Marfat.com

(د)

دل میں گھر کرنا - خصوصیت پیدا کردن ست - استادی و مولائی حضرت درد فرماید:

یارب سپہر اتنی نواب درگزر کرے
کوئی خانماں خراب کسی دل میں گھر کرے

دانت نکالنے - بدمعنی مصطلح، یکی کنایہ از عجز وسماجت و دیگری در محل خندیدن مثال اول میر سجاد گوید:

زلفوں کے جب اُلجھنے میں اس ساتھ آکے بال
دیتا ہے شانہ عاجزی سے دانت تب نکال

مثال دوم، میر سوز گوید: مستزاد:

سُن سوز عبث دیکھ کے حیراں ہوگا، خوباں کا جمال
دل زلف میں اُلجھے گا پریشاں ہوگا مت دانت نکال

یہ چال بُری ہے تجھ سے بنیے کی نہیں، آماں کہا
ہنستا ہے کیا بہت پشیماں ہوگا مت لیجے یہ وبال

دونوں وقت ملنے - باعتقاد عوام کنایہ از وقتیست کہ بین العصر والمغرب باشد - میر حسن گوید:

نہ لیٹ اس طرح منھ پر زلف کو بکھرا کے اے ظالم
ذرا اٹھ بیٹھ تو اس دم کہ دونوں وقت ملتے ہیں

واضح باد کہ درین جا زلف و رخ مشبہ وانی شارہ و شام و سحر کہ مشبہ بہا ست محذوف ، لاکن بکثرت استعمال کہ برالسنہ جمہور مستعمل است آنقدر متبادر الفہم گردیدہ کہ بمجرد تلفظ متبادر بادی الرای خصوصیت مشبہ بہ حاصل می شود وحاجت بتصریح وا ظہار ندارد -

دن کو دن، رات کو رات نہ جاننا - کنایہ از کمال استغراق در امری، چنانکہ گویند، فلان کس از دنیا و مافیہا بیخبر است - مرزا علی نقی محشر گوید: رباعی

کیا کہیے کٹی ہجر میں کیونکر اوقات
نے خواب و خورش دھیان میں نے موت حیات

دن رات خیال زلف و رخ پیش نظر
جانا نہیں کچھ دن کو دن، رات کو رات

دانتوں زمین پکڑنی - اوقات بعسرت وتنگدستی گزرانیدن است ومجازاً در محل دیگر صعوبات ہم مستعمل - محمد تقی میر فرماید:

دیکھ اس کو ہنستے سب کے دم سے گئے اکھڑ کر
ٹھہری ہے آرسی بھی دانتوں زمین پکڑ کر

دوڑ دھوپ کرنی - کنایہ از سعی وتلاش در طلب مدعا - سجاد گوید:

تنہا نہ ایک چاند ہے گردش میں تجھ حضور
کرتا ہے آفتاب بھی تجھ آگے دوڑ دھوپ

Marfat.com

دل ڈوب جانا - کنایہ از غشی طاری شدن - مؤلف گوید :

عرق آلود اس کو دیکھ کر کیونکر نہ دل ڈوبے طراوت حسن کی ہے موجزن اُس کے پسینے میں

دل چلنا - میلان طبیعت را گویند - محشر گوید :

کب دل بچے ہے اس سے جب اپنے سے دل چلے وہ رشک حور جس پہ فرشتہ کا دل چلے

دل پیچھے پڑنا - بمعنی غم غلط شدن مستعمل مصحفی گوید :

ہمنشیں بہر خدا کاکل ہی کا کر اُس کے ذکر تیری باتوں سے ذرا دل تو مرا پیچھے پڑے

دل پانا - رضای خاطر دریافتن - ناجی گوید :

غم نہیں گر دلبری سے دل کو لے جاتا ہے وہ پاس میرے تب تو آتا ہے، جو دل پاتا ہے وہ

دل دیکھنا - استمزاج نمودن - جعفر علی حسرت گوید :

جگر کر چاک قاتل دیکھتا تھا جو پوچھا میں، کہا دل دیکھتا تھا

دوشاخہ - باصطلاح رندان ہر دو لنگ فاحشہ - کمترین در ہجو مشعلچیں گوید :

تو خصم گن کر مشعلچیں نے کیے تو بھی نہیں رہتی دو شاخہ بن دیے

قصور سقوط عین مشعلچیں کہ در تقطیع است بتجنیس لطف معنی معاف کردیم -

دن پھر نے - بکسر بای ہندی : کنایہ از تغیر ایام نحس است - آبرو گوید :

خورشید کس طرف سے ہوا طالع آبرو کیا دن پھرے کہ یار کا ایدھر کرم ہوا

دل گوردا - بکاف فارسی و واو معدولہ و سکون رای مہملہ و دال بالف کشیدہ : یک لفظ مرکب

است، بمعنی زہرہ کہ ارباب شجاعت و جراءت را اہلیت آن باشد، محمد قائم گوید :

نظر آتا نھا بکری سا کیا پر ذبح شیروں کو بخانا میں کہ یہ قصاب کا رکھتا ہے دل گوردا

دانت رکھنا کسی چیز پر - در کمین چیزی ماندن - مرزا رفیع سودا در ہجو کوتوال گوید :

مال صندوق میں رہے کس بھانت تن کے لتوں پہ چوروں کا ہے دانت

و ناجی نیز گوید :

نہیں بے وجہ ترا خندۂ دندان نما ہر گز کسی کے تو لہو پینے کو یعنی دانت رکھتا ہے

دل چُرانا - طرح دادن در امری اعم ازین کہ بجلبن باشد یا بدور اندیشی - سودا در

بجو کو توال گوید :

چڑھ کے جیب سلاطوں پہ جاتا ہوں   وقت پر میں بھی دل چراتا ہوں

دہر دہر جلنا ۔ بفتحین کنایہ از مشتعل شدن آتش است ۔ مرزا رفیع سودا در مثنوی گرما گوید :

ٹھیک ہوتی ہے جب گھڑی دوپہر   لگے ہے دہر دہر جلنے دہر

داغ لگنا ۔ عارض شدن نقص است بر چیزی ۔ ہدایت گوید :

غلط ہے سبزۂ خط سے جو کہیے باغ لگا   عیاں یہ چاند سے مکھڑے کو تیرے داغ لگا

در و دیوار دیکھنے ۔ کنایہ از تنہائی و شدتِ انتظار ۔ ہدایت گوید :

انتظاری میں تری اپنی عجب صورت ہے   دیکھا کرتا ہوں میں گھر میں در و دیوار کی شکل

دن بھرنے ۔ بفتح بای ہندی ۔ ادقاتی بر رنج و صعوبت بسر کردن ، ہدایت گوید :

شمع آسا تمام شب رو رو   ہم بھی اپنے دنوں کو بھرتے ہیں

(دھ)

دھواں دھار ہونا ۔ زینت آراستن و مکلّف بودن است ۔ مؤلف گوید :

خط کے آنے سے دھواں دھار ہوا مکھڑا   آپ اب کیوں نہ بتاویں گے صفائی مجھ کو

دُھن ۔ بضم اوّل و سکون نون معنی لغوی : ارادہ چنانکہ میر گوید :

ان دنوں نکلے ہے آغشتہ بخوں لختوں کو   دھن ہے نالہ کو کسی دل میں اثر کرنے کی

دھن معنی اصطلاحی بر دو قسم گاہی بمعنی صدای فغیر کہ از دور بگوش رسد مستعمل گردد لہٰذا اکثر کبیران ہند در تعریف نَی نوازی کرشن ' مرلی کی دھن ' مذکور کنند و گاہی ارباب موسیقی بہنگام تبدیل راگ در محل سرآو رند و تعبیر کنند برین قیاس ۔ در حال مشتق از یک عالم متصور شد چہ در شعر میر ہم کہ مشتمل بر سند معنی ارادہ نوشتہ ایم لفظ نالہ موید ہمین معنی الیست ۔ بہر حال این امر ذوقی است ، ذوق بوجہ احسن در می یابد ، من فہم فہم ۔

دھک سے جانا و دھک ہو جانا ۔ ہر دو بفتح تازی بیک معنی آمدہ و کنایہ الیست از خایف

Marfat.com

شدن بوقوع صدمۂ ناگہانی کہ بر قلب عارض گردد، اعم ازین کہ از خفقان باشد یا از شنیدن خبرِ ناخوش - میرسوز گوید:

ایک باری دھک سے ہو گر جی سے پھر نکلی نہ سانس   کس شکار انداز کا یہ تیر بے آواز ہے

دَھڑک - بفتح ورای ہندی وکاف تازی: گرچہ فی الحقیقت این ہم از قبیل دھک است لیکن چون بیشتر در محل طپیدن آید ومعنی مصدر یہ بخشد من وجہ از آن متفاوت شدہ، مولف گوید:

طائر دل کی پھڑک تھمتی نہیں   کیا کروں اس کی دھڑک تھمتی نہیں

دَھڑکا - نیز بدو معنی مصطلح، گاہی بمعنی ترس وخوف مستعمل - یکی از شعرا گوید:

شب فراق کی دہشت سے جان جلتی ہے   یہی ہے صبح سے دھڑکا کہ رات آتی ہے

وگاہی بمعنی طپیدن - مؤلف گوید:

مطلقاً آرام آتا ہی نہیں   بے طرح کچھ دل کو دھڑکا لگ گیا

دھار پر مارنا - در محل تضیع وتحقیر مستعمل، بلکہ از عالم فحش ودشنام میتوان گفت، جرأت گوید:

بجا ہے طعن گر ابرِ بہار پر مارے   یہ چشم وہ ہے کہ دریا کو دھار پر مارے

دھویا دیدہ - بواو مجہول: چشمیکہ قوت منفعلہ ندارد - مولف گوید:

تو سب سے آنکھ لڑاتی ہے بزم میں اے شمع   خدا پناہ دے اس تیرے دھوئے دیدہ سے

دھونی لگانی - بواو معروف: اصرار بر درخواست مدعا نمودن واین خاصہ فقرای سوال پیشہ است کہ اکثر بر در اغنیا نشینند وبر تودۂ خاکستر ہمہ وقت آتش روشن دارند تا کامیاب نشوند بر نخیزند - مولف گوید:

ٹپکنے کا نہیں ہرگز دوچار اس سے نہ جبتک ہو   مژہ پر اشک دود آلود نی دھونی لگائی ہے

(ڈ)

ڈگ ڈگا کر پینا پانی کا - بفتحتین دہر دو کاف فارسی: قدحی آب خوردن بیکدم کہ اکثر در کمال عطش اتفاق می افتد - مرزا رفیع سودا در تعریف آب چاہ مومن خان گوید:

ڈگ ڈگا کر اگر کوئی پیوے   تا نہ اوڑھے لحاف کیا جیوے

Marfat.com

(ڈھ)

ڈھیر - بیای مجہول: در اصطلاح آزادان بنام قبر مصطلح، میر فرماید:

دادئ قیس سے پھر آئے نہ میر صاحب	مرشد کے ڈھیر پر وہ تکیہ بنا کے بیٹھے

ڈھلتی پھرتی چھاؤں - کنایہ از بی ثباتی و تلون اوضاع روزگار، مرزا فدوی سلمہ اللہ تعالیٰ گوید:

لے وہ بغروں سے مہروش گو، ہیں کب آتا ہے رنگ اس کا	یہ ڈھلتی پھرتی ہے چھاؤں فدوی کبھی ادھر کبھی اُدھر ہے

(ڑ)

درین حرف نیز اصطلاحی بخاطر نیست -

(ر)

رنگ مارنا - بفتح اوّل و نون غنہ و کاف عجمی: از حریف بازی بردن است و مجازاً بامثال این مواقع مستعمل - آبرو گوید:

کھیلے تھے رات چوسر گوئیاں ہوا تھا پیارا	ہلکے رقیب سارے ہم نے ہی رنگ مارا

رفو چکر میں آجانا - حیران ماندن بمشاہدہ امر عجیب، عوام بازار استعمال کنند - سراج الدین سراج گوید:

رفوگر کو کہاں طاقت کہ زخم عشق کو ٹانکے	اگر دیکھے مرا سینہ رفو چکر میں آجاوے

رتّی چمکنی - بفتح اوّل و تشدید فوقانی بیای معروف: مراد از یاوری بخت و مساعدت روزگار - مؤلف گوید:

لہو کی بوند بھی اشکوں میں کہ دھاب ٹپکتی ہے	دلا خوش ہو کہ تیری آج کل رتی چمکتی ہے

رنگ رلیاں - بکاف فارسی: کنایہ از اختلاطی کہ با معشوق میسر شود - ہدایت گوید:

بہار آئی ہے تم کو بلبلو یہ دن مبارک ہو	چمن میں آج کل کر لو گلوں کے ساتھ رنگ رلیاں

(ز)

زمین پکڑنی - کنایہ از فرط اصرار برامری و ہم بمعنی استقلال - محمد عابد دل گوید:

تمہارے در پہ جو درباں نے آستیں پکڑی	برنگ نقش قدم ہم نے بھی زمین پکڑی

زمین میں گڑ جانا - بکاف فارسی درای ہندی: کنایہ از کمال منفعل شدن و شرم آمد است - انعام اللہ خان یقین گوید:

قامتِ رعنا سے تیری سبکہ شرماتا ہے سرو	دیکھ کر تجھ کو زمین کے بیچ گڑ جاتا ہے سرو

Marfat.com

زمین پر سے کچھ پڑا پانا ۔ مشعوف شدن از حصول امر یست کہ امید وقوع آن نباشد و یکی ناگاہ میسر شود ۔ مولف گوید : قطعہ

خاک پر گل جو نقش پا کی طرح اس نے میرے تئیں ذرا پایا
خوش ہوا اتنا دیکھ کر گویا کچھ زمیں پہ سے ہی پڑا پایا

زہر کھانا ۔ تقلید امری کردن کہ قابلیت آن نباشد ۔ مولف گوید :

دلا یہ مجنوں کی چال تم نے ذرا اڑائی تو ہے جنوں میں پہ ہر کسی پر یہ زہر کھانا کمال خوش ہیں تمہارے ہم سے

(س)

سونے کا نوالا ۔ بواو مجہول و نون بیا رسیدہ ؛ کنایہ از لقمۂ نعمت ۔ محمد قایم گوید : قطعہ

چشم بر راہ ہوں میں کس گل کی آج یہاں کون آنے والا ہے
نہیں اترتا گلے سے جوں نرگس منہ میں سونے کا گو نوالا ہے

سر چڑھ کے مرنا ۔ متہم بخون خود کردن ، مولف گوید :

سرخ اپنے لہو سے تری دستار کریں گے آخر کو ہم اک دن ترے سر چڑھ کے مریں گے

سر منڈانا ۔ بدال ہندی : ترک علایق کردن و فقر اختیار نمودن : مولف گوید :

نہیں ممکن رہائی قید سے اس زلف مشکیں کی قلندر ہو کے میں بھی اس کے پیچھے سر منڈاتا ہوں

سوجھتا اپنا کرنا ۔ بواو معروف و سکون جیم ہندی و فوقانی بالف کشیدہ : بصلاح صوابدید پرداختن ۔ میر حسن گوید :

کیوں نہ دیکھے تجھے کوئی ہر آن کیا کوئی اپنا سوجھتا نہ کرے

سوئی کے ناکے میں سب کو نکالنا ۔ کنایہ از حسن سلیقہ و کمال رسایی است ۔ ہدایت گوید :

تھا کام یہ تیرا ہی خداوند تعالی لا سوئی کے ناکے میں خدائی کو نکالا

ساون ہرے نہ بھادوں سوکھے ۔ مدام بیک حال ماندن ۔ ہدایت گوید :

جوں سرو ہم اس باغ میں کرتے ہیں معاش ساون ہرے ہیں نہ بھادوں سوکھے

Marfat.com

سرُ دھننا ـ بالکسر و سکون حملہ و دال ہندی مضموم و نون اوّل ساکن و دویم بالف کشیدہ:
از متاسف شدن است ـ شرف الدین مضمون گوید:

گر حرف حق ہماری زبان سے کبھو سنے ۔ احوال اپنا دیکھ کے حلاج سر دُھنے

سر کھجانا ـ بضمہ کاف ہندی: کنایہ از تنبیہہ طلبیست ـ مؤلف گوید:

وہ کافر خند ہو، کہتا ہے تیرا سر کھجاتا ہے ۔ کسی کا ہاتھ بھی گر سر تلک بہر سلام آوے

سر سے کفن باندھنا ـ دست از جان شستن، و آمادہ مرگ بودن ـ مؤلف گوید:

دیکھیں گے کوئی کیونکر روکے گا جانے کو ۔ اب باندھ کے ہم بھی یہاں سر سے کفن

(ش)

شام کے مُردے کو کب تک روئیے ـ در ندامت امری گویند کہ حسرت آن تمام
مقصود باشد ـ یکی از شعرا گوید:

پھنس چکا دل زلف میں بس سوئیے ۔ شام کے مُردے کو کب تک روئیے

شاخ زعفران کہنا کسی کو ـ طنز بر کبر و نخوت او کردن است ـ محمد تقی میر فرماید:

تازہ چمن وہی ہے بلبل سے گو خزاں ہے ۔ ٹہنی جو زرد بھی ہے سو شاخ زعفراں ہے

شہد اشکستہ ـ یعنی خراب خستہ، ہدایت گوید:

شہید تیغ ابرو ہے، اسیر دام گیسو ہے ۔ ہدایت بھی میاں کوئی نہ دیکھی شہد اشکستہ

شرم سے پانی ہونا: عرق آوردن از خجالت و ظاہرا ترجمہ تر آمدنست کہ در فارسی
مصطلح ـ محمد قایم گوید:

بارش گریہ کی از بس رات طغیانی ہوئی ۔ جو گھٹا آئی مقابل شرم سے پانی ہوئی

شگوفہ پھولنا ـ در وقوع امر ناگہانی بسبیل طنز گویند ـ محمد تقی میر فرماید:

اُس چہرے کی خوبی سے عبث گل کو جتایا ۔ یہ کون شگوفہ سا چمن زار میں لایا

(ص)

صبح خیزئی ـ فرقہ الیست از دزدان کہ علی الصباح برخیزند و ہر چہ یابند دستبرد کنند

Marfat.com

مرزا رفیع در ہجو کوتوال فرماید:

ملا مسجد کا صبح خیز رہا ہے — بچ سکے کیونکہ اب کسی کی شے

صفائی بتانی — جواب نہ دادن و ناکام گذاشتن، مؤلف گوید:

آپ اب کیونکہ بتادیں گے صفائی مجھ کو — خط کے آنے سے دھواں دھار ہوا یہ مکھڑا

صفائی — بمعنی فاقہ مصطلح - مرزا اعظم بیگ عظیم گوید: شمابامی

اور عرش بریں تک بھی رسائی ہوگی — نواب کے گھر میں گو خدائی ہوگی

خلقت پہ سدا یونہی صفائی ہوگی — جوں آئینہ آب و ناں دھوئیں عظیم

(ض)

این نیز مثل چند حروف سابق شاذ است -

(ط)

طمانچے سے منہ لال رکھنا — کنایہ از غیرت واخفای نادار لیست - میر گوید:

منہ طمانچے سے لال رکھتا ہے — گل ترے روزگار خوبی میں

و درین مقام وجہ ناداری ظاہر چہ معشوق آنقدر رنگین تر واقع شدہ کہ گل بہ نسبت او نہایت بیرنگ افتادہ واز لبسکہ با معشوق دعوی لسادی دارد بدین تقریب رنگ بروی خودمی آرد و درین معنی لازم غیرت ظاہر -

طوفان ہونا — بواو معروف: آفت انگیز بودن است و در مدح و ذم ہر دو مستعمل.

ہدایت گوید:

اس زمانہ کے تو لڑکے بھی کوئی طوفان ہیں — اشک گلگوں جیب و دامن پر مرے غلطان ہیں

(ظ)

ظالم — معنی لفظی معروف و اصطلاحی کنایہ از معشوق و در فارسی و ہندی ہر دو مشترک

اظہر گوید:

پھر اس پر دل ربا ہو کیا کہوں کوئی سخت ظالم ہو — سراپا فن بے مہری و بے رحمی کے عالم ہو

Marfat.com

(ع)

عشق ہے - یعنی احسنت و ہزار احسنت - ہدایت گوید :

دل اس سے تیرے آنکھ لڑانے کو عشق ہے اور چوری چوری نظریں ملانے کو عشق ہے

(غ)

غصّہ سے بھوت ہوجانا - کنایہ از خشمناک شدن و سرگرم در آتش غضب گشتن شرف الدین مضمون گوید :

مضمون تو شکر کر کہ ترا نام سن رقیب غصّہ سے بھوت ہوگیا، لیکن جلا تو ہے

ظاہر احباب محمد تقی میر دین شعر دخل فرمودہ اند کہ در تذکرہ تالیف خود بجای نام لفظ اسم نوشتہ اند - چہ در اصطلاح اہل دعوت مخصوص اسم مصطلح و بدین اعتبار واقعی خالی از لطف نیست -

(ف)

فلک کو خبر نہ ہوئی کسی کی - کنایہ از کمال غفلت و بیخبری کسان باشد میر عبداللہ تجرد گوید :

بجھ رو میں لطف ہے سو فلک کو خبر نہیں خورشید کیا ہے اس کی فلک کو خبر نہیں

(ق)

قہر قیامت - در مدح و ذم ہر دو مصطلح - محمد تقی میر گوید :

مت کچھ پوچھو باتیں اپنی کہئے تو تم کو ندامت ہے قد قامت تو یہ کچھ ہے تمہارا پر کوئی قہر قیامت ہو

قران کرنا - بالکسر بعمل آوردن : امر یست کہ وقوعش کمال تعجب بخشد - محمد تقی میر گوید :

شرمندہ ہوئیں طالع خورشید و ماہ دونوں خوبی نے تیرے منھ کی ظالم قران کیا ہے

سوای معنی اصطلاحی تثنیہ ماہ و خورشید مراعات لفظ قران نیز ظاہر -

قدم لینا - اقرار بہ کمال طرف ثانی نمودن اعم ازین کہ در صفات یک کامل باشد

Marfat.com

یا بعکس آن - قلندر بخش جرأت گوید :

گئے تھے پھر چھپ کے شب کہیں تم غرض کہ لیجے قدم تمہارے   یہی ہیں چال تو لو چلو بس نہ تم ہمارے نہ ہم تمہارے

قرآن پر ہاتھ دھرنا - کنایہ از قسم یاد کردن است اعم ازین کہ در اقرار امری باشد و یا در انکار

مولف گوید : قطعہ

جھپک سے پنجۂ مژگاں کی اس کے مصحف رو پر   قیاس دل میں ہم اپنے یہی معلوم کرتے ہیں
کہ میرے قتل سے جو مردم چشم اس کے ہیں منکر   قسم کھانے کے تئیں قرآن پر یہ ہاتھ دھرتے ہیں

(ک)

کریال میں غلیلا لگنا - کنایہ از تخلیست کہ در عین حصول مقصود رو دہد - سجاد گوید :

بیٹھے اگر خوشی سے آکر چمن میں بلبل   کریال میں غلیلا ایسا لگے کہ اڑ جائے

کترا کر چلنا - بفتح اول و سکون فوقانی : از ہمری رمیدن و بیگانگی ورزیدن - سجاد گوید :

خط کترواکے آج قینچی سے   ہم سے ملنے میں جائے ہے کترا

کان پکڑنے - معترف شدن و اقرار بر عجز خود نمودن - سید عبد الولی عزلت گوید :

دیکھ کر موتی وہ بالے کا بتوں نے پکڑے کان   شمع رو میرا یہ سب آتش رخوں کی ناک ہے

جملہ معترضہ اینکہ شعلہ رخ در محاورہ البتہ بنظر گذشتہ و آتش رخ خالی از غرابت نیست -

کفن پھاڑ کے بولنا - کنایہ ایست از کمال بیتابی در ضبط سخن در عالمی کہ امر عجیب مشاہدہ گردد - سید عبد الولی عزلت گوید :

پیر ہو کر جو ہوا شیخ مرید اطفال   مردے سب بولے کفن پھاڑ قیامت آئی

کان کاٹنے - سبقت بردن است بر کردار ناہنجار کسی - مرزا رفیع سودا در بدنسقی و بی انتظامی شہر گوید :

فیض بازار کا جو سنیے بیان   اُن نے نردک کے کاٹ ڈالے کان

"نردک" سمت پنجاب در نواح پٹیالہ و کرنال جاییست کہ اکثر راہگیران و مسافران بتعدی قطاع الطریق و ران میدان بغارت میرسند و این لفظ ہم درعرف حال مثل

Marfat.com

تلاوڑی کہ در حرف تای منقوطہ گزشت عموماً بمعنی معنی مصطلح۔

کالا بال ۔ کنایہ از موی نہار است۔

کالا بال لینا سمجھنا کسی کو ۔ کسی را کمال حقیر و ذلیل دانستن۔ مرزا رفیع در ہجو کوتوال گوید:

بہ جو رکب اس کا زور ملتے ہیں ۔۔۔ کالا بال اس کو بنا جانتے ہیں

چوں کوتوال مذکور نہایت سیاہ فام بود، وقوع تشبیہ خالی از کیفیت نیست۔

کانٹے بونے ۔ تخم بدی کاشتن کہ عاقبت الامر ندامت بخشد۔ ہدایت گوید:

دل لگا مژگاں سے ام کے رات دن رویا کیا ۔۔۔ اپنے حق میں آپ میں کانٹے سدا بویا کیا

کان ہونے ۔ متنبہ شدن و عبرت گرفتن۔ میر گوید:

دعوی خوش دہنی گرچہ اسے تھا لیکن ۔۔۔ دیکھ کر منھ کو ترے گل کے تئیں کان ہوئے

کانٹا سا نکل جانا ۔ کنایہ از رفع خلش کہ عبارت از خار خار خاطر باشد۔ محمد تقی میر گوید

مر رہتے جو گل بن تو سارا یہ خلل جاتا ۔۔۔ نکلا ہی نہ جی ورنہ کانٹا سا نکل جاتا

کانٹوں پر کیوں گھسیٹتے ہو ۔ در مقام انکسار و ہضماً لنفسہ گویند، مؤلف راست

میں کون اور تمہارے مژہ کا مجھے خیال ۔۔۔ کانٹوں پہ کیوں گھسیٹتے ہو مجھ غریب کو

کان میں نیل ڈالنا ۔ تجاہل در سماعت ذکری نمودن۔ محمد قایم گوید:

سوز پروانہ یوں سنے ہے چراغ ۔۔۔ کان میں جیسے نیل ڈالا ہے

کوّے اڑانی بنانا ۔ کنایہ از معطل داشتن با کمال بی رنگی است و قول افسانہ

ہندیست۔ اکثر گویند کہ چون بادشاہ ملکہ را مغضوب نمود بدین خدمت مامور فرمود ہدایت گ

دیکھا خزاں کو روز جو میں بلبلوں کا رنگ ۔۔۔ پھرتی تھیں جیسے باغ میں کوے اڑاتیاں

مخفی نماند کہ در وقوع این تشبیہ مشبہ بہ را ضمیر تانیث لازم افتادہ چنانچہ ضمیر بلبل ہم د

ہندی بتانیث استعمال دارد و مراد فایل در ینجا از بیکاری و تحیر او ست۔

کلھیا میں گڑ پھوڑنا ۔ کنایہ از اخفا نمودن امر یست کہ فی نفسہٖ قابلیت اخفا نداشتہ

مرزا رفیع در ہجو فوقی گوید:

گھر میں شیخی کر نی کچھ رکھتی ہے مول ۔۔۔ کلھیا میں گڑ پھوڑنے سے کیا حصول

Marfat.com

(کھ)

کھٹکا۔ بمعنی خار خار۔ شہزادۂ عالم پناہ مرزا جہاندار شاہ فرماید :

گل کو ہے ایک خار کا کھٹکا بلبلوں کو ہزار کا کھٹکا

کھلنا۔ بضم، کنایہ از بیحجاب شدن۔ اخوی و اشفقی مرزا مغل سبقت سلمہ اللہ تعالیٰ فرماید :

بات اس پر جو نہ تھی اتنک کھلی سو کھل گئی بزم میں اس کی میں ایسا مئے کو پی کر کھل گیا

(گ)

گلچھڑی دل کی ۔ کنایہ از گرہ خاطر۔ شرف الدین مضمون گوید :

ہنسی تیری پیارے پھلجھڑی ہے یہی غنچہ کے دل میں گلچھڑی ہے

گور پہ گور کرنی ۔ قایم بر مقام دیگری شدن بخلاف استحقاق، و این نیز مختص بمحاورۂ زنان است ناجی گوید :

نجانا میں کوئی مرتا ہے اس پر عبث کرتے گیا میں گور پر گور

گوشت ناخن ہونا ۔ عبارت از کمال اتحاد و یگانگی است و مجازاً در محل قرابت مستعمل۔ عبدالحی تاباں گوید :

تیرے ابرو سے مرا دل نہ چھٹے گا ہرگز گوشت ناخن سے کہو کیونکہ جدا ہوتا ہے

گل کترنے ۔ افترا کردن و تہمت بستن۔ مرزا رفیع در ہجو امیر بخیل زبانی خانساماں گوید :

کیا کہوں میں رکابدار کی بات اس کی گزرے ہے کس طرح اوقات

نوکری میں نہیں کچھ اس کی حصول کترے ہے میرے حق میں نت گل پھول

گلا باندھنا کسی سے ۔ خود را وابستہ در قید کسی نمودن است خواہ در قید محبت باشد و یا غیر آن۔ مثال معنی اوّل مشفقی و مکرمی مرزا رضا قلی آشفتہ فرماید :

جنون آمیز نکلے ہے صدا کچھ اپنے نالے سے گلا اپنا بندھایا ہم نے کیوں ملنجروالے سے

از شوق کلام چنین مستفاد میشود کہ ظاہر اشعر حالی و معنی وقوعی باشد۔ و مثال معنی دوم محمد بقا گوید :

گل دست محتسب سے جوں توں مجھے چھڑایا شیشہ نے میری خاطر اپنا گلا بندھایا

گرد ہونا - بخاک یکسان شدن واین معنی در انحطاط مرتبہ مدعی مقابل استعمال کنند۔ محمد تقی میر گوید:

روتے سے میرے ابر کا ہنگامہ سرد ہے   آنکھیں اگر یہی ہیں تو دریا بھی گرد ہے

گلے کا ہار ہونا - گلوگیر شدن، بدایت گوید: شعر

ہر لخت دل گلے کا مرے ہار ہو گیا

گلے پڑنا - نیز از ہماں عالم۔ شاہ وحید تنہا تخلص گوید:

دست جنوں سے کرنا ٹکڑے اُسے بجا تھا   کیوں پیرہن ہمارے ناحق گلے پڑا تھا

گُل کھانا - آنچنانست کہ اکثری از نوجوانان عاشق تن در عالم لاف عشق از فلوس و روپیہ و انگشتر و امثال آن در آتش گرم کردہ بر بند دست داغ کنند و باعتقاد خود ازین حرکت چشم تاثیر از جانب معشوق دارند۔ محمد تقی میر گوید:

گل کھائے جن کے واسطے میں جسم زار پر   دو پھول بھی نہ لائے وہ میرے مزار پر

گریبان میں منھ ڈالنا - اعتراف نمودن و منفعل بر قصور خود بودن است۔ ہدایت گوید:

تو اس غنچہ دہن کے آگے اے گل خوار وخستہ ہے   گریباں میں منھ اپنا ڈال کیا منھ لے کے ہنستا ہے

گردن کا ڈورا - یکی از حرکات چہرہ بازی معشوق است و خاصہ از فرقہ طوایف کہ در عالم رقص بارادۂ اظہار خوش ادائی اکثر این حرکت بعمل می آید و بکثرت عادت از بعضی بیساختہ ہم واقع شود۔ بالجملہ این لطف بیرون از بیان است۔ من فہم فہم۔ مؤلف گوید:

کیا شمع بھی لیتی ہے گردن کا غضب ڈورا   کب ڈومنی میں یارو یہ ڈومنی پن نکلے

(گھ)

گھر جانا - کنایہ از خانہ ویران شدن۔ حقایق و معارف آگاہ حضرت شاہ قدرت اللہ فرماید:

ہم پہ ایّام مصیبت آج پھر آنے لگا   یار گھر جانے لگا لے وائے گھر جانے لگا

لطیفہ ملفوظی و مکتوبی ہر دو واقع۔

گھر بیٹھ جانا - نیز از ہمین عالم است۔ جناب حضرت درد قدس سرہٗ فرماید:

جس سمت کو تُو نے آنکھ اٹھا کر دیکھا   مانند حباب گھر کے گھر بیٹھ گئے

Marfat.com

وظاہرا در اہل ولایت ہم این معنی مصطلح کہ سعدای اشرف گوید :

از نشینندگان کسی چو نماند عاقبت خود نشست خانۂ ما

گھڑی میں تولا گھڑی میں ماشا ۔ شخص متلون المزاج را گویند ۔ مولف گوید :

مزاج زرگر بچے کا ہم نے جو خوب دیکھا تو ہے تماشا نہیں ہے اک حال پر وہ قائم گھڑی میں تولا گھڑی میں ماشا

(ل)

لونی لگنی ۔ بواو مجہول و نون بیای معروف : کنایہ از شورہ بستن دیوار است کہ در ایّام برسات بر دیوار گلی عارض گردد ۔ شاہ عزیز اللہ عزیز گوید :

کانِ نمک ہوا ہوں ترا حسن سبز دیکھ لونی برہ کی جب سے لگی گل گیا ہوں میں

لال ۔ اطفال صغیر را گویند ۔ ہدایت گوید :

کچھ تو بھی بول غنچۂ گل عندلیب سے کیوں میرے لال کیا ترے منھ میں زباں نہیں

در تشبیہ طفل بغنچہ نہایت مربوط و موید این معنی کلام ۔ مرزا رفیع نیز در مثنوی گرما فرماید :

پانی کو بلبلیں پھریں بھٹکی طفل غنچہ کو لگ گئی چٹکی

و اینکہ بعضی ناقباحت فہمان بدین لفظ معشوق را مخاطب کنند خیلی نا زیبا است و اگر گویند کہ در اشعار اساتذہ فارسی بمعنی امرد بسیار جا خطابی لفظ پسر واقع شدہ ، گوییم ہر ملکی و رسمی ۔

لَو ۔ بفتح واو مخفف ؛ زبانۂ شمع و زبانۂ شعلہ را گویند ۔

لَو لگنی ۔ بتمامہ در اصطلاح عبارت از تکرار ذکریست کہ تا دیر بر زبان دارند خواہ ذکر معشوق بر زبان عاشق و خواہ یاد الہٰی بر زبان بیمار در حالت اخیر کہ عبارت از اللہ اللہ باشد ۔

میر حسن گوید :

جوں شمع سحر حسن تبوں کے غم میں اللہ سے اب تو لَو لگی ہے اپنی

لگ چلنا ۔ بفتح اوّل و کاف عجمی ؛ کنایہ از آمیزش و اختلاط ۔ محمد تقی میر گوید :

گرچہ آوارہ جوں صبا ہیں ہم لیک لگ چلنے کو بلا ہیں ہم

لالے پڑنے ۔ لام اوّل بالف کشیدہ و ثانی بیای مجہول رسیدہ و فتح بای عجمی و سکون رای ہندی و

Marfat.com

نون بیای مجہول: کنایہ از حالت اضطرار است کہ در تمنّای مقصود باشد و بکمال بیقراری قدر قلیلی هم از مدّعا آرزو کنند و بر آن قناعت ورزند محمد تقی میر گوید:

اس اسیری کے نہ کوئی اے صبا پالے پڑے
یک نظر گل دیکھنے کے بھی ہمیں لالے پڑے

لٹا لٹا کر مارنا - بفتحتین و ہر دو تای ہندی بالف کشیدہ - تشدّد در زجر و تنبیہ کردنست میر گوید:

نخچیر گہ میں تجھ سے جو نیم کشتہ چھوٹا
حسرت نے اس کو مارا آخر لٹا لٹا کر

لگانا بجھانا - بکاف فارسی و جیم ہندی، کنایہ از آتش افشانیست کہ خاصہ منافقین اشرار لنفس باشد - مؤلف گوید:

ہوا دولت سی آنکھوں ہی کی اب بیزار مجھ سے دل
کہ یہ ہی اس کو اب کچھ کچھ لگانی اور بجھاتی ہیں

(م)

منّھ موڑنا - کنایہ از بیمروتی و چشم پوشی است - محمد میر حسن شاگرد مرزا رفیع گوید:

قاتل اگر کہے کہ سسکتا ہی چھوڑیو
خنجر تو ایک دم کے لئے منھ نہ موڑیو

ماپا شوربا اور گنی ڈلیاں - کنایہ از قلت طعام است در مقدار، و عموماً در جمیع محل صرف مستعمل - ہدایت گوید:

نہیں ہم پاس جز خون دل و لخت جگر پیارے
مثل مشہور ماپا شوربا ہے اور گنی ڈلیاں

منّھ کی لوئی جانی - عبارت از رفتن شرم و حیاست - محمد تقی میر گوید:

آتی ہے شمع آگے منھ پر ترے یہ کہہ کر
منھ کی گئی جو لوئی تو کیا کرے گا کوئی

منّھ تھتھانا - چین بر جبین زدن - میر حسن گوید:

غمگین نہ ہو حسن تو یہ نازہے تجھی پر
یوں اور کے تو آگے وہ منھ تھتھا کے بیٹھے

مینڈکی کو زکام ہونا - کنایہ از نخوت و عالیجاہی ناکسانست - میر حیدر علی حیران گوید: قطعہ

جو نہیں اٹھ کر چلا وہ مجلس سے چھینکا کوئی اور میرا نام ہوا
ہنس کے بولا کہ واہ جی بڑے یوں جی مینڈکی کو بھی اب زکام ہوا

منّھ پر ہوائی پھر جانی - کنایہ از تغیر رنگ رو است، اعم از ینکہ در مقام خطرہ و دہد و یا در عالم نقاہت لسبب حرکت - ہدایت گوید:

خورشید رُو نے جس گھڑی آنکھیں دکھائیاں　　مہتاب کے بھی بھر گئیں منہ پر ہوائیاں

موتی پرو ڈالنے ۔ ظاہر انرجمہ در فشانیست و در مدح نہ ذم ہر دو مستعمل مؤلف گوید:

سن سن کے ذکر اشک مژہ مجھ سے یوں کہا　　جب تب نہ آپ ایسے ہی موتی پروئیں گے

منہ پر گرم ہونا ۔ نکتہ مقابل شدن با کسی کہ از خود بزرگ تر باشد و اکثر شوخ چشمان و قاحت پیشہ باین صفت متصف اند ۔ میر سوز گوید:

کیوں طفل اشک تجھکو آنکھوں میں میں نے پالا　　اس پر بھی میرے منہ پر تو گرم ہو کے آیا

منہ اُتر جانا ۔ حالتی کہ از فرط نقاہت و ہم از فکر بر بشرہ ظاہر شود ۔ جرأت گوید:

یہ کون تیرے جیت پہ چڑھا ہے بتا مجھے　　جرأت کچھ ان دنوں میں ترا منہ اُتر گیا

منہ پر چڑھنا ۔ عبارت از مقابل شدن ۔ حضرت درد فرماید:

چمن میں باغباں سے صبحدم کہتی تھی یہ بلبل　　گلوں کے منہ پہ یوں چڑھتی ہے دیدہ دیکھو شبنم کا

منہ بسورنا ۔ بکسر بای تحتی و سین مہملہ: حالتی کہ طفل را پیش از گریہ رو دہد ۔ ہدایت گوید:

دہن سے اس کے مرا دل جو دور رہتا ہے　　تو شکل غنچۂ گل منہ بسور رہتا ہے

مار پیچ کی راہ ۔ کنایہ از کجی راہ ۔ محمد حسین کلیم گوید:

رکھتا ہے زلف یار کا کوچہ ہزار پیچ　　اے دل سمجھ کے جائیو ہے راہ مار پیچ

منہ دیکھے کی الفت ۔ الفتیست کہ فیما بین دو کس عند المواجہ بظہور آید و بدین الفت اعتماد نشاید ۔ مرزا رفیع سودا گوید:

نہ بھول اے آرسی گر یار سے تجھ کو محبت ہے　　بھروسا کچھ نہیں اس کا یہ منہ دیکھے کی الفت ہے

مورکھ ۔ بمعنی بیخبر و ناقدر شناس، و این لفظ مثل کوے اڑانی از مصطلحات افسانہ گویانست ۔ ناجی گوید:

کیوں منڈاتا ہے زلف کو پیارے　　دیکھ تجھ کو کہیں گے سب مورکھ

منہ مانگی موت ۔ بکاف پارسی: مقولۂ خریداران و این در محلی گویند کہ فروشندہ آنچہ قیمت کند بر ہماں اصرار دارد ۔ مؤلف گوید:

کل یار نے مجھ سے پوچھی قیمت دل کی　　میں نے قتل اپنی اس کی قیمت میں کہی

کہنے لگے سودا نہ بنے گا بے پیش　　منہ مانگی تجھے موت بھلا کس نے دی

موج آجانی - بفتح میم، خیالی بخاطر گذشتن عن بعض الشعرا:

دریا دلی سے دم میں دیا خانماں بباد — کیا جانئے حباب کو کیا موج آگئی

منھ لے کے رہ جانا - ساکت شدن درحالت انفعال نظر بانحطاط مرتبۂ خود - ہدایت گوید:

دیکھا جو اس کے چشم و دہن کو تو شرم سے — منھ اپنا لے کے پستہ و بادام رہ گئے

من مار رہنا - بہ صبر پرداختن و بہ حزن و ملال گذرانیدن - ہدایت گوید:

نہیں رہتا ہے اس کی زلف بغیر — میں بہت اپنے من کو مار رہا

موم دل ہونا - یعنی رقیق القلب بودن - ہدایت گوید:

سوز دل سن سن مرا آخر کو اُس نے رو دیا — شمع کافوری کا دل دیکھا تو گویا موم تھا

موم کی ناک - شخصی متلون المزاج را گویند - ناجی گوید:

جو کوئی کچھ کہے پگھل جائے — شمع رو ہے ہمارا موم کی ناک

مرنا - کنایہ از دل دادن و آرزومند بودن - افصح الفصحا مرزا رفیع سودا گوید:

کسی کی مرگ پر اے دل نہ کیجیے چشم تر ہرگز — بہت سا رو دیئے اونکے جو اس جینے پہ مرتے ہیں

منھ کا نوالا - امر سہل الحصول - میر حسن گوید:

تعجیل نہ کر لے دل آنے تو لگا ہے وہ — مل جائے گا بوسہ بھی کیا منھ کا نوالا ہے

منھ سے پھول جھڑنے - کنایہ از دشنام ملفوظ شدن و بسبیل طنز مستعمل - انشاءاللہ خاں انشا گوید:

گالیاں دے کر اب بگڑتے ہیں — واہ کیا منھ سے پھول جھڑتے ہیں

ماتھا ٹھنکنا - معلوم شدن انجام کار در آغاز کار بوقوع علامتی متعلق باو باشد، و از جملہ مصطلحات زنانست - محمد تقی میر گوید:

بھووں تئیں تم جس دن سج نکلے تھے یک بیجا — اس دن ہی نہیں دیکھے ماتھا مرا ٹھنکا تھا

حاصل معنی اقصد قایں اینکہ اگر بھویں کج وضعیست بر در سفاک و قتال خواہی شدن -

منھ چھپانا - کنایہ از چشم پوشی است، مولف گوید:

طاقت نے تو تھا ہی جی چرایا ہم سے — دل صبر و خرد نے بھی اٹھایا ہم سے
یہ تو تھے ہی پہ رنگ رو نے بھی طپش — یک بارگی اب ہے منھ چھپایا ہم سے

Marfat.com

منھ لگنا۔ کنایہ از قرب حاصل کردن ۔ میر گوید :

کیا حرف دل نشیں ہو مرا مثل خط دلام　　اغیار رو سیاہ ترے منھ لگا کیے

منھ لے کے پھر جانا۔ محروم برگشتن و دوی تلطف ندیدن۔ یکی از شعرا گوید :

بعد مدت ترے کوچہ میں جو آجاتا ہوں　　اپنا سا منھ لئے پھر وہیں چلا جاتا ہوں

موج مارنی ۔ کنایہ از فارغ بالی شخص معطل ۔ محمد بقا گوید :

سیل سرشک اپنا حبب سر باوج مارے　　طوفان نوح بیٹھا گوشہ میں موج مارے

منھ پانا ۔ توجہ خاطر دریافتن۔ حضرت درد فرماید :

منھ تمہارا بھی اگر پائے گا　　تو یہ منھ اپنا بھی دکھلائے گا

(ن)

نیند بھر سونا۔ کنایہ از خواب راحت ، خواجہ محمد خان طاہر گوید :

پھر زلیخا نہ نیند بھر سوئی　　جب سے یوسف کو خواب میں دیکھا

نصیب لڑنی ۔ درمقامی گویند کہ دو کس را در امید یک امر مطلوب اتفاق باشد و ہر یکی بزعم خود انتظار کشد۔ سعادت علی سعادت گوید :

یار سے جو رقیب لڑتے ہیں　　یہ ہمارے نصیب لڑتے ہیں

نیچے سُروں سے بولنا۔ کنایہ از آواز خفیف و بسبیل مطایبہ مصطلح، میر محمد کاظم آوارہ گوید :

کلاونتنی ترے گانے سے دق ہوں　　بہت نیچے سروں سے بولتی ہے

ننگی شمشیر۔ بہ معنی مصطلح ۔ گاہی کنایہ از شخص صاحب جلال باشد و اطلاق این بیشتر بر فقرای صاحب تاثیر آید؛ و گاہی بر شخص بیباک و صاف گو ؛ و گاہی عبارت از بلای معلق ہر دو معنی معروف ۔ و مثال سیوم میر سجاد گوید :

سپرداری اُس کی کسی سے نہ ہو　　یہ ابرو تری ننگی شمشیر ہے

نظروں سے گرا دینا۔ بی اعتبار کردن است ۔ مولف گوید :

جوں اشک تو نظروں سے کیونکر نہ گرا دیوے　　آنکھوں میں تری پیارے ہر وقت کھٹکتا ہوں

نیل بگڑنا۔ بدو مصطلح گاہی کنایہ از بد دمغی روزگار، و این معنی مرزا علی نقی محشر گوید :

Marfat.com

یہ رنگ ڈھنگ آج سے افلاک کے نہیں   ایسا ہی کچھ قدیم سے بگڑا نیل ہے

و معنی دویم موافق اعتقاد عوام مرزا محمد شہرت گوید :

ملنے کی ہوئی میرے اور اس کے شہرت   شاید کچھ نیل آسمان کا بگڑا

نچوڑ ــ بالکسر جیم پارسی بواو مجہول و سکون رای ہندی : بدو معنی مصطلح ، گاہی کنایہ از پایان کار ؛ وگاہی از مدار کار - واین شعر میر جامع این ہر دو معنی است - میر گوید :

جیب اور آستیں سے رونے کا کام گزرا   سارا نچوڑ اتو دامن پہ آرہا ہے

(و)

وادی پر اپنی آنا ــ بہ عادت خود کار کردن - میر گوید :

وحشت میں ہوں بلا گر وادی پر اپنی آؤں   مجنوں کی محنتیں سب میں خاک میں ملاؤں

وہ آنکھیں نہ رہنیں ــ کنایہ از تغیر سلوک میر حسن گوید :

اب کچھ ہمارے حال پہ تم کو نظر نہیں   یعنی تمہاری ہم سے وہ آنکھیں نہیں رہیں

(ھ)

ہاتھ لگانے ــ کنایہ از تنبیہ کردن - مصطفےٰ خاں یک رنگ گوید :

زبان شکوہ ہے مہندی کا ہر پات   کہ خوبوں نے لگائے ہیں مجھے ہاتھ

قافیہ پات با ہاتھ کردن ہر چند از روی اصول قوافی خالی از عیب اکفا نیست لکن ریختہ گویان جایز داشتہ اند۔

ہاتھوں ہاتھ لے جانا ــ عبارت از جلد دستی است در بردن چیزی سید عبدالوہاب گوید :

مرا دل گلرو اپنے ساتھ لے گئے   حنا کی طرح ہاتوں ہاتھ لے گئے

ہاتھ پڑنا ــ گویا بہ قابو آمدن است - سید عبدالولی عزلت گوید :

ہاتھا ہاتھ مرے دھر کے چلے آئے ساتھ   دیکھو طالع کی مدد آج مرے ہاتھ پڑے

ہاتھ اٹھانا ایک چیز سے ــ دست بردار شدن از امری است مصطفےٰ خان گوید :

ہاتھ اٹھا جور اور جفا سے تو   یہی گویا سلام ہے تیرا

Marfat.com

ہوا لگنی ۔ کنایہ از تغیر مزاج ، ہدایت گوید :

پھرتی ہے تیرے ساتھ نسیم صبا لگی　　تجھ کو بھی باغ دہر کی گلگشت ہوا لگی

ہوا پھرنی ۔ بکسر ہای ہندی و نون بیای معروف ؛ کنایہ از تغیر اوقات ، اعم ازینکہ پریشانی بجمعیت مبدل شود یا بالعکس آن ۔ مثال معنی اول مؤلف گوید :

آنے کی اُس کے لے کے خبر لب صبا پھری　　خوش ہو دلا کہ آج ہماری ہوا پھری

و مثال دوم ، جعفر علی حسرت گوید :

شب بھر بانی تھی وہ کچھ اب صبح سے یہ جد ہے　　کل کی ہوا کچھ اور تھی اور آج کی کچھ اور ہے

ہاتھ پتھر تلے دبنا ۔ کنایہ از متعلق بودن غرضیست کہ موجب انواع تمعیت باشد ۔ ولف گوید :

دل کو تجھ سے سنگدل لے لوں تو دکھلاؤں مزہ　　دب رہا ہے ہاتھ ابھی میرا یہ پتھر کے تلے

ہوا ہونا ۔ کنایہ از فنا شدن ۔ حضرت درد فرماید :

ٹھہر جا ٹک بات کی بات اے صبا　　کوئی دن کو ہم بھی ہوتے ہیں ہوا

ہا ہا کرنا ۔ سماجت نمودن ۔ میر سوز گوید :

منتیں میری قبول اس نے نہ کیں　　عجز سے ہر چند میں ہا ہا کیا

ہاتھ پہ دھرے رہنا ایک چیز کا ۔ کنایہ از سر دست ماندن چیزی ۔ مولف گوید :

چاہو جو چھینو دست حنا بستہ سے یہ دل　　ایسا سو دل کسی کا دھرا ہاتھ پر نہیں

ہاتھ پاؤں بھول جانے ۔ عبادت از سراسیمگی و بی حواسی است ۔ میر حسن در گلزار ارم گوید :

ہر اک گل سے وہ صورت دیکھی مقبول　　کہ میرے ہاتھ پاؤں سب گئے بھول

(ی)

یاری کٹ کرنی ۔ بضم کاف تازی و سکون تای ہندی ۔ کنایہ الیست از ترک آشنایی کردن ، و این روزمرۂ اطفال مکتبی است ۔ میر سوز گوید : رباعی

لی چپکے سے جب کہ میں نے اس کے چٹکی　　بولا کہ پرے جان پہ تیری پھٹکی
پھر دانت تلے کھٹکا کے ناخن یہ کہا　　چل آج سے ہم نے تجھ سے یاری کٹ کی

یا قسمت ۔ در مقام رضا و تسلیم گویند ۔ مؤلف راست :

ہوا جز درد و غم ہرگز نہ حاصل دل یا قسمت　　یہی تھا قسمت ناساز میں مقسوم یا قسمت

ولله الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ کہ وجہ ہمت این اقل الحقیقۃ علیٰ قدر معنویت صرف گردید وبحسب قوۃ بفعل رسید و انصاف داند کہ در ترتیب این نسخہ چہ گرامی انفاس صرف شد تا پیرایہ اہتمام یافت و چہ شرایف اوقات بسر رفت تا پرتو انتظام یافت۔ صحت این مقام بر محاورہ دانان مبین وصدق این دعویٰ بر صاحبدلان با زمان متیقن، چہ کہ از بدو رواج ریختہ الیٰ یومنا ہذا ہیچ نسخہ بدین لسان بتحریر نرسیدہ و رسالۂ بدین نہج مرتب نگردیدہ۔ مثنوی:

حبذا نسخۂ فصیح بیان — جامع اصطلاح ہندوستان
اس میں جو ہیں فصیح و غیر فصیح — من وعن ہے ہر ایک کی تشریح
بلکہ تفریق جائز و ممنوع — واسطے جس کے یہ ہوا موضوع
ہر یک اپنے مقام پر ہے رقم — تا مبین ہو امتیاز از ہم
صفحہ صفحہ بیان ہوئی تحقیق — اہل تحقیق سمجھے یہ تدقیق
اصطلاحات دہلوی یکسر — ثبت کیں اس میں کھا کے خون جگر
یک قلم جان و دل کیے تالیف — تب یہ تالیف ہوئی بہ از تصنیف
جو ممیز ہو اس کا قدر شناس — اس جگر کاوی کو کرے وہ قیاس
گرچہ کوئی رہا نہیں معیار — سرد ہر اک ہنر کا ہے بازار
لیک صد شکر ایک ہے ممدوح — وصف جس کے نہ ہو سکیں مشروح
جو ہوا اس کا باعث تالیف — جس کا مادح ہے یہ ضعیف نحیف
جس کے ارشاد سے ہوا یہ خیال — نام جس کا رہے گا تا صد سال
یعنی نقاد علم امیر الملک — جامع جود و علم امیر الملک
ہے سخن سنج اور قدر شناس — قدر ہر فن کی ہے اسی کے پاس
بیشک اس کا وہ قدر داں ہوگا — اجر کب اس کا رائیگاں ہوگا

اکنون بیان دیگر چند فقرہ کہ از متعلقات این کتاب است، واجب آمد۔ باید دانست کہ

Marfat.com

مصطلحات حضرت دہلی، باعتقاد راقم بر تر از شمار است۔ وضبط ہمگی متعذر و دشوار، مگر ہر چہ را مستندات از کلام موزونان بہم رسید درین مختصر ثبت گردانیدہ۔ و آن نیز متنوع بر دو نوع بعضی بیک معنی و برخی بچند معنی۔ ناقدان بصیر بحسب قرینہ تمیز از ہم کنند و آگہان خبیر نظر بر مقام تفرقہ بخشند۔ بالجملہ مختصریست مفید جہت استفادۂ طالبان این مقصد و مخفیست مفیض بنا بر انتفاع پژوہندگان این مطلب و عبارتش از ان اغلاق لفظ ندارد تا نسخہ عام الفیض و عوام الفہم باشد و ہر عامی و مبتدی فواید معنوی بردارد۔ حالیا استدعا از دیدہ وران بخلاف آنست کہ من اولہ الی آخرہ بچشم انصاف و دردمندی درنگرند و بخیال من صنف قد استہدف التماس آنکہ حسد پیشگان باعتساف آنکہ ہر جا بمقتضای بشریت سہو و خطای یابند از طعن و تعریض در گذرند۔ چہ انسان ہر آئینہ جایز الخطا است و شیوۂ عیب جوئی خیلی نازیبا۔

غلام ہمت آن عارفان باکرم
کہ یک صواب ببینند و صد خطا بخشند

والحمد للہ علی الاتمام والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ وآلہ الکرام واصحابہ العظام۔

للہ الحمد والمنۃ کہ این نسخہ نادر البیان مسمّی بہ شمس البیان فی مصطلحات الہندوستان من تالیف ابلغ البلغای زمان متخلص بہ طپش مرزا جان بتاریخ بست و پنجم شہر ذی الحجہ سنہ یک ہزار و دو صد و شصت و شش من ہجرۃ النبویہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ در بلدۂ فرخندہ بنیاد مرشد آباد واقع محلہ قطب پور از مطلع مطبع آفتاب عالمتاب طالع و ضیا بخش طبایع خاص و عام گردید۔

تصریحات

شمس البیان میں الفبا کی ترتیب میں ایک خاص طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ اس طور پر کہ ب کے بعد بھ اور اس کے بعد پ پھر پھ کے مصطلحات دیئے گئے ہیں۔ ت کے بعد ٹ اور پھر تھ، ٹھ اسی طرح ج کے بعد چ پھر جھ اور چھ؛ د ڈ دھ ڈھ؛ ک کے بعد گ پھر کھ اور گھ کے بعد کھ۔ ہم نے نئی ترتیب کے ساتھ جو اب عام طور سے رائج اور معروف ہے ان سب کو ب بھ پ پھ ت تھ ٹ ٹھ ج جھ چ چھ د دھ ڈ ڈھ ک کھ گ گھ کی ترتیب میں کر دیا ہے۔ اس لیے صـ ۱۴۱ کے آخری پیرا کے بیان کے بعد صـ ۱۴۲ پر آپ کو بھ کے بجائے صرف پھ ملے گا۔ کیونکہ بھ اپنی متعلقہ جگہ یعنی ب کے بعد پہنچا دیا گیا ہے۔

اپنی مخصوص ترتیب کی' مصنف کو' ہر اس طرح کے موقع پر وضاحت بھی کرنی پڑتی تھی مثلاً ب کے بعد بھ اور پھر پھ نہیں ہے تو ان دو نوع' کے ذکر کے بعد توضیح مزید اس طرح شروع ہوگی:۔ " اما از نوع اوّل بھیگتے جاتا ...."۔ یا ٹھ اور تھ کا سلسلہ آغاز کرنا ہے، ت و ٹ کے بعد اس طرح شروع کریں گے " واین نیز بر دو قسم اما از نوع دوم تھتھانا.... یا چ کے بعد جھ اور چھ کو: " اما از نوع اوّل (جھ) .... اما از نوع دوم (چھ)...
اب چونکہ ہم نے حرفوں کی قدرتی ترتیب قائم کر دی ہے اس لیے یہ زائد جملے محذوف کر دیے گئے ہیں۔

حروف کی تقطیع کو جو موجودہ صورت دی گئی ہے وہ اصلاً اس طرح تھی کہ مثلاً ک اصل میں حرف الکاف تازی تھا یا مثلاً ط حرف الطا مہملہ تھا ض حرف الضاد معجمہ وقس علی ہذا۔

دو جگہ کتابت کی غلطی سے لغات آگے پیچھے ہو گئے۔ جس سے کوئی خاص اثر نہیں پڑتا ہے لیکن نقل مطابق اصل نہیں رہا اس لئے ذکر کرنا ضروری ہے؛ وہ کلمات یہ ہیں:

پچل سکنا۔ یہ اصل میں چبا چبا کے باتیں کرنی کے بعد تھا۔

چراغ ٹھنڈا کرنا۔ یہ اصل میں حرف چ کا سب سے آخری اندراج تھا۔ جس کے بعد اصلاً چھ شروع ہوتا تھا۔

ٹ کو مصنف نے دو قسموں میں بانٹ کر ٹھ اور تھ کی بنا ڈالی تھی لیکن محاورات

Marfat.com

یا مصطلحات بیان کرنے لگے تو صرف "تھ" کا ذکر جاری رکھا، "ٹھ" میں یا تو انہیں کوئی محاورہ ملا نہیں، یا لکھنے سے رہ گیا۔ جملہ اس طرح ہے۔ "ٹ : واین نیز بر دو قسم۔ اما از نوع دوم "ٹھٹھانا"۔ ویسے کسی حرف میں کوئی محاورہ یا سند یافتہ محاورہ نہیں مل سکا ہے تو مصنف نے یہ التزام رکھا ہے کہ کم سے کم یہ ظاہر ضرور کر دیں۔

ضمہ کی جگہ صرف واؤ کا استعمال اس عہد میں عام تھا۔ نئے املا میں اب ایسے الفاظ کو بغیر واؤ ہی کے لکھتے ہیں۔ مثلاً "اوس" کے بجائے "اس"۔ چنانچہ حسب ضرورت ہر جگہ ترمیم کر دی گئی ہے لیکن: اُودھیڑنا، اودھیڑبُن، اُوٹھائی گیرا حتّی کہ دل گُردہ تک میں ضمہ والا واؤ ہم نے ویسے ہی رہنے دیا۔ کیونکہ مصنف نے ان الفاظ کے تلفظ کی تصریح کرتے وقت واؤ کو داخلِ حروف کیا تھا، جس کے سبب ہم اسے ترک کرتے تو مصنف کے تصریحی بیان میں بھی کچھ کتر بیونت کرنی پڑتی۔

صریحاً اغلاط املا کی تصحیح کر دی گئی ہے: منہ سے پھول جھڑتے (بجائے جھڑنے)، خالہ (بجائے خالا) ہماں (بجائے ہمہ صفحہ ۱۶۴) بفتحتین (بجائے بفتحین) وغیرہ۔ لیکن "بلیتھن" بیای معروف کو بیان کو ہم نے اسی طرح رہنے دیا کہ ممکن ہے یای مجہول کے بجائے یہی رائج الوقت تلفظ ہو۔

اشعار میں جہاں جہاں اغلاط پائے گئے، انہیں درست کر دیا گیا ہے۔ مثلاً "مور کھ" کے ذیل میں ناجی کا جو شعر سند دیا گیا ہے اس میں پہلے مصرع میں "سند لیتا" "سندا تا" سے قریب ہے جو کہیں ملا نہیں اسے "منڈ اتا" کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح جرأت کا ایک شعر "منہ اُتر جانا" کے ذیل میں غلط قراءت کے ساتھ دیا گیا تھا جسے درست کر دیا گیا ہے۔

ایک شعر جو "بلیتھن" کے ذیل میں سودا کی ایک ہجو مثنوی سے دیا گیا ہے، اس میں اصل میں "لگاؤں گا" "لگاؤں گا" کے قوافی آئے تھے۔ "لگانا" پیش کے ساتھ اور "لگنا" زبر کے ساتھ لغت میں ملتا ہے۔ لیکن متعلقہ معنی میں وہ بھی نہیں۔ اس لئے "پگاؤں گا" کو ہم نے "لگاؤں گا" پڑھ لیا ہے، جس کا تذکرہ یہاں ضروری سمجھا گیا۔

اسی طرح ایک اور شعر کا ذکر ضروری ہے۔ "نیل بگڑنا" کے ذیل میں جو شعر ہے، اس کا دوسرا مصرع اصلاً کچھ طرح درج تھا: "شاید کہ کچھ نیل آسمان کا بگڑا"۔ ہم نے "کچھ" سے پہلے "کہ" کو اڑا دیا ہے۔ صفحہ ۱۶۷ پر جو آخری قطعہ ہے اس میں "قتل اپنی" "اہ کہنے لگی" ہم نے جوں کا توں رہنے دیا ہے۔ "منہ دیکھے کی الفت" کے تحت شعر

میں لفظ 'بھول' 'پھول' بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ ص۱۵۴ پر سودا کی ہجو کوتوال سے جو شعر لیا گیا ہے۔ اس میں 'دل' کی جگہ سودا کے دیوان میں 'جی' ہے مگر ہم نے بحالہٖ رہنے دیا ہے۔ ص۱۵۲ پر سند کے شعر میں 'اوقات' کا فعل 'کٹی' اور 'کٹے' دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے۔ ہم نے 'کٹی' کو ترجیح دی ہے۔ لیکن صرف ترجیح!

مصنف نے متعدد جگہ اصلی کے ساتھ ذیلی لغات بھی دیے ہیں اور ہر جگہ ذیلی لغت کو اصل کے تابع کے طور پر اس کے بیان کے تسلسل میں ہی درج کر دیا ہے۔ مثلاً: 'پتلی' اور 'پتلی کا تارا کرنا' ایک اصلی اور دوسرا ذیلی لغت کے طور سے درج تھے۔ اسی طرح چند اور جگہوں پر بھی مثلاً 'چھیکا' اور 'چھیکا لگنا' نظروں میں ہم نے ہر دو کو مستقل حیثیت دیدی ہے۔

اس ذیل میں ایک جگہ 'صفائی بتانی' کے بعد ذیلاً 'صفائی' کا لغت تھا۔ جس کے ساتھ 'فقط' بھی لکھا تھا۔ اب چونکہ ہم نے اس لغت کو مستقل حیثیت دیدی اس لئے 'فقط' ختم کر دیا گیا۔

سند میں شعر دینے سے پہلے ہر جگہ 'شعر' لکھا ہوا تھا۔ جسے شروع میں مثلاً برقرار رکھنے کے بعد بقیہ جگہوں پر اڑا دیا گیا ہے۔

Marfat.com

SHAMS-UL-BAYAN

Fi

MUSTALAHATI'L HINDUSTAN

By

MIRZA JAN TAPISH of Delhi

Edited by

A. R. BEDAR

3996

KHSH ORIENTAL PUBLIC LIBRARY

PATNA

Marfat.com